قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زہوقا

مباحثہ گوشت خوری

جو

مابین ایک آریہ اور ایک مسلمان بمقام راجہ کا رام پور ضلع ایٹہ ہوا

جس میں

عقلی و نقلی ثبوت سے ثابت کیا گیا ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے

حسب فرمائش جناب محمد عبد الغفور خاں صاحب رشیدی

باہتمام محمد ذوالفقار الدین انصاری

۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء

انصاری پریس علی گڑھ میں چھپا

التماس ضروری

مباحثہ گوشت خوری جو مابین منشی محمد عبدالرحمٰن خاں ساکن حبیب گنج ضلع علی گڑھ و منشی گنگا سہائے آریہ ساکن راجہ کا رامپور بتاریخ ۵ و ۲۲ اپریل ۱۹۲۲ء ہوا تھا اُس کو منشی محمد عبدالرحمٰن خاں بوجہ عدیم الفرصتی و چند وجوہات سے شائع نہیں کرا سکے چونکہ اس وقت عام طور پر ہر مذہب میں گوشت خوری پائی جاتی ہے۔ مگر مذہب ہنود باوجود اس کے کہ اس میں گوشت خور موجود ہیں اور گوشت خوری کی اجازت بھی موجود ہے مگر پھر بھی مذہبی نقطہ خیال سے گوشت خوری سے منکر ہے۔ اس لئے مجھکو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کہ گوشت خوری مذہب ہنود میں بھی جائز ہے یا نہیں یہ مباحثہ بہت کارآمد معلوم ہوا ہے۔ لہٰذا اب میں حسب اجازت منشی محمد عبدالرحمٰن خاں اس مباحثہ کو پبلک کے سامنے پیش کرتا ہوں عام مذاہب والے عموماً اور مذہب ہنود والے خصوصاً اس مباحثہ کو شروع سے آخر تک بغور ملاحظہ فرمادیں جس سے واضح ہو جاویگا کہ فی الواقع گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ فقط

نیازمند

محمد عبدالغفور خان رشیدی از ایٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

دنیا میں گوشت ایک ایسی لطیف اور مفید غذا ہے کہ جس سے غالباً کوئی ذی روح نہیں بچا۔ مگر بعض اشخاص جو کوتاہ عقل اور متعصب ہیں وہ ضرور اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں۔ فی زمانہ فرقہ آریہ سماج جو محض نادان اور عقل کا دشمن ہے وہ بیچارے یہ نہیں دیکھتے کہ اُن کے گرو سوامی دیانند کیا فرما گئے ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں منجملہ اون کے ایک صاحب راجہ کا رام پور تحصیل علی گنج ضلع ایٹہ (یوپی) میں منشی گنگا سہائے آریہ ہیں گو وہ اردو مڈل پاس ہیں مگر ہنوز املا تک درست نہیں ہے اس سے علمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے مگر جناب کو بھی سماج میں دخل ہے اور مخالفت گوشت خوری کے مدعی ہیں۔ اونہوں نے بھی دعویٰ پیش کیا کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے۔ اور اس سے مباحثہ کی ٹھہری۔

چنانچہ تاریخ مباحثہ ۵ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء مقرر ہوئی۔ اور جناب بابو سری کشن لعل صاحب پریسیڈنٹ فریقین کی طرف سے مقرر ہوئے۔ لیکن حسن اتفاق سے بابو صاحب موصوف ۵ اپریل کو ایٹہ تشریف لے گئے بدیں وجہ دوسرے پریسیڈنٹ کے انتخاب کی ضرورت پڑی لہٰذا فریقین نے پبلک کے انتخاب پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ پنڈت گلذاری لعل صاحب ترویدی تین ویدوں کا جاننے والا کو پریسیڈنٹ پبلک نے منتخب کیا۔

یہاں پر یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قصبہ میں سوائے دس بیس مسلمانوں کے بقیہ تمام آبادی جو تین ہزار سے زیادہ ہے ہندو صاحبان کی ہے۔

پریسیڈنٹ صاحب نے صدر کرسی پر متمکن ہو کر یہ فرمایا کہ ہندو مذہب میں گوشت کھانا جائز نہیں ہے اور مذہب اسلام میں گوشت کھانا جائز ہے منشی گنگا سہائے اپنی کتابوں سے ثابت کریں گے کہ گوشت کھانا ناجائز ہے اگر منشی جی اپنی کتابوں سے ثابت کریں گے کہ گوشت کھانا جائز ہے میں مسلمانوں کی کتابوں سے واقف نہیں ہوں بدیں وجہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ جب میرے مذہب میں گوشت کھانا جائز ہے اور ہماری کتابوں میں اجازت ہے پھر میں اُس کو ثابت ہی کیا کروں گا وہ تو خود ثابت ہے۔ البتہ آپ کا جو دعویٰ ہے کہ گوشت خوری ناجائز ہے۔ اور ہماری کتابوں میں اس کی ممانعت ہے۔ لہٰذا میں آپ ہی کی کتابوں سے ثابت کروں گا کہ گوشت خوری کی اجازت ہے اور عقلی دلائل سے بتلاؤں گا کہ فی الواقع گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ منشی گنگا سہائے ثابت کریں گے کہ گوشت خوری کی اُن کے مذہب میں اجازت نہیں ہے اور عقلی دلائل سے ثابت کریں گے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے۔ پس آپ دونوں کی بحث کو سنکر فیصلہ دیدیجئے لیکن مہربانی فرماکر آپ اپنی طرف سے کسی فریق کو امداد نہ دیجئے لہٰذا پریسیڈنٹ صاحب اس بات پر رضامند تو ہوگئے مگر موقعہ بہ موقعہ خلاف اصول منشی گنگا سہائے کو امداد دیتے گئے۔ اور خود بھی اُن کی طرف سے بحث کرتے گئے۔ حالانکہ وہ صرف منصف تھے۔ اور فیصلہ پر تعصب سے کام لیا۔

یہ مباحثہ ناوقت ہونے کی وجہ سے ختم نہیں ہوا لہٰذا ۲۲ ر اپریل ۱۹۲۲ء کو پھر ہوا چنانچہ ہم دونوں روز کی بحث کو ایک جگہ درج کرتے ہیں۔ فقط

یہ مباحثہ اب تک اس وجہ سے شائع نہ ہو سکا کہ میں ایٹہ میں نہ رہ سکا۔ اب آگیا ہوں۔ لہٰذا چھپوا لیا گیا۔

خادم قوم

احقر العباد محمد عبد الرحمٰن خاں ولد محمد ... خاں
ساکن حبیب گنج تحصیل ... ضلع علی گڑھ
۱۴ ر اکتوبر ۱۹۲۴ء

۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چونکہ میں گوشت خوری کا مدعی تھا اس لئے پریسیڈنٹ صاحب نے مجھ سے تقریر کرنے کے لئے فرمایا۔ لہذا میں نے حسب ذیل تقریر کی۔

دنیا میں جس قدر افراد ہیں وہ کسی نہ کسی مذہب کے ضرور پابند ہیں۔ اور ہر مذہب اپنے کو آسمانی کتاب کا پابند سمجھتا ہے۔ اور جو کچھ اُس کتاب میں لکھا ہے اُس پر عمل کرتا ہے اور اس کو جائز مانتا ہے خواہ وہ بات دوسرے مذہب میں ناجائز ہی کیوں نہ ہو۔ مذہب کے ہر شخص کا فرض اولیں ہے کہ اپنی مذہبی کتاب کی پابندی کرے۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے مذہب کی کتاب منجانب اللہ ہے اس لئے اُس کے اندر جس فعل کے کرنے کو لکھا ہے وہ قدرتاً جائز ہے اور جس فعل کے کرنے کی اجازت نہیں ہے یا ممانعت ہے وہ قدرتاً ناجائز ہے۔ کیونکہ قدرت والے کا کلام ہے پس میں اسی اصول پر بحث شروع کرتا ہوں۔

منوجی کے دھرم شاستر ادھیائے ۵ منتر ۲ میں منوجی فرماتے ہیں کہ جس کام کے کرنے کے شاستر میں دو طرح کے حکم ہیں اس میں دونوں واجب التعمیل ہیں۔

اس منتر کی تشریح مترجم نے نہیں کی مگر اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مثلاً گوشت کے کھانے کا حکم بھی ہے اور نہ کھانے کا حکم بھی تو دونوں حکموں کی پابندی کرے۔ میرے بعض احباب سخت پریشان ہوں گے کہ یہ بات قطعی غلط ہے کہ ایک فعل کے دو حکم ہوں یعنی کھانے کی اجازت بھی ہو اور کھانے کی ممانعت بھی۔ میں اونکو سمجھانے کے واسطے عرض کرتا ہوں کہ یہ بات صحیح ہے کیوں کہ

جو گوشت کہ شدہ یعنی پاک ہو اس کی اجازت ہے اور جو گوشت اشدہ یعنی ناپاک ہو اس کے کھانے کی ممانعت ہے جیسا کہ میں آگے چل کر ثابت کروں گا۔ لیکن کوتاہ عقلوں نے نہ کھانے کے معنی یہ سمجھ لئے ہیں کہ گوشت قطعی کھانا ہی نہیں چاہئے۔ چاہے وہ کیسا ہی شدہ (پاک) کیوں نہ ہو۔

دہرم شاستر کے پانچویں ادھیائے میں جب بھرگ جی سے رشیوں نے پوچھا کہ جب برہمن دہرم پر قائم ہوں اور وید شاستر بھی جانتے ہوں تو اُن کی موت کیسے اور کیوں ہوتی ہے۔ اُس کے جواب میں بھرگ جی نے چوتھے منتر میں فرمایا کہ وید کے ابھیاس نہ کرنے سے۔ کاہلی کے کرنے سے۔ اچار کو چھوڑنے سے۔ کھانے کے نقص سے ادن کو موت مارتی ہے۔ کھانے کے نقص سے بھرگ جی کا یہی مطلب ہے کہ کھانے کے لائق چیزوں کو نہ کھانے سے اور نہ کھانے کی چیزوں کو کھانے سے موت مارتی ہے۔ یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا کہ انسان ناج کی جگہ بھوسہ کھاتا ہے تو موت مارتی ہے۔ میں نے اس قدر تمہید کے طور پر عرض کیا ہے اس کی تفصیل عقلی بحث میں آوے گی اب میں پہلے نقلی ثبوت پیش کرتا ہوں اس کے بعد عقلی ثبوت عرض کیا جاوے گا۔

نقلی ثبوت

رگوید اور گوشت

اے اندر دیوتا جیسے بوچڑ (قصائی) گلے کے ٹکڑے کرتا ہے ویسے ہی تو بھی اس بادل کے گرز سے ٹکڑے کرتا کہ مینھ برسے اور زمین پر پانی بہے۔ (رگوید منڈل اول شوکت ۶۱ منتر ۱۶)

اس منتر میں سب سے زیادہ قابل غور لفظ بوچڑ یا قصائی ہے قصائی یا بوچڑ کے معنی

سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے ہر شخص جانتا ہے کہ گوشت کرنے اور بیچنے والے کو کہتے ہیں پس یہ منتر بتلاتا ہے کہ جس وقت کا یہ منتر ہے اُس وقت قصائی موجود تھے جس سے پورے طور سے ثابت ہے کہ اُس وقت گوشت جائز تھا۔ علاوہ اس کے کوئی ناجائز بات مثالاً پیش نہیں کی جاتی ہے۔ اسی طرح رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۶ میں نہایت محبت کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ گوشت سب سے عمدہ خوراک ہے۔ جس کو میں آگے چل کر آیر وید اور منوسمرتی وغیرہ کے حوالہ جات سے ثابت کروں گا۔ علاوہ اس کے رگوید اشٹک ۲۔ ادھیائے ۳۔ سوکت ۱۰ میں گوشت کھانے کی صریح اجازت ہے۔

سام وید اور گوشت

اے اندر بھورے گھوڑوں کے ساتھ جو مور کے پروں کی سی دموں سے خوش ہوتے ہیں یہاں آ۔ کوئی تیری اس طرح نہ روکے جس طرح کہ چڑیمار چڑیا کو روک لیتے ہیں (سام وید مطبوعہ ۱۸۹۰ء فصل دوئم پرپاٹھک ایک باب سوئم منتر ۱۰)

لیجئے۔ آپ کے وید بھگوان خود فرماتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں چڑیمار۔ قصائی یعنی بوچڑ بھی تھے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جو شخص ذرا بھی عقل سلیم رکھتا ہو وہ کس طرح مان سکتا ہے کہ گوشت نہیں کھایا جاتا تھا علاوہ اس کے اگر گوشت کھانے کی اجازت نہ ہوتی تو ہرگز چڑیمار اور قصائی (بوچڑ) کی مثال ویدوں میں جو کہ کلام الٰہی بتلایا جاتا ہے نہیں ہوتیں۔ اور ملاحظہ فرمائیے

اے اگنی ہم تجھ کو روشن کریں گے تا کہ ہم کو بہت دولت بھیجے۔ پس اے جوان بچھڑے بڑے چڑھاوے کو (یعنی قربانی) کے واسطے آسمان اور زمین سے ہمارے پاس آنے کو کہہ۔ (سام وید باب اول فصل دوئم پرپاٹھک ۵ منتر ۳) یہ منتر یگیہ کی قربانی کے بابت ہے۔ کیوں کہ جوان بچھڑے کا بڑے چڑھاوے کے واسطے آنا۔ ثابت کرتا ہے ورنہ کوئی شخص انصاف و ایمان سے بتلا دے کہ بڑے چڑھاوے سے کیا مطلب ہو سکتا ہے اور پھر اگنی یعنی آگ کو روشن کر کے اس میں چڑھانے سے بھی مطلب ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جب قربانی کی اجازت تو وید دیویں مگر پرشاد بانٹنے

کی ممانعت کریں۔ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا پس یہ لازمی ہے کہ جب یگیہ میں چڑھانے کی اجازت ہو تو کھانے کی بھی ضرور ہے۔ میں آگے ثابت کروں گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کروڑوں ہندو گوشت خور نظر آتے ہیں۔ علاوہ اس کے یہ بات مسلمہ ہے کہ الہام سے پہلے جو بات بری ہوتی تھی۔ الہام کے وقت اس کے نہ کرنے کی بابت حکم ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سام وید فصل دوئم پرپاٹھک ۳ مطبوعہ سنہ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۱۰ میں پرمیشور فرماتا ہے کہ کچا گوشت کھانے والے کو تو جلا ڈال پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید سے پہلے آدمی کچا گوشت کھاتے تھے جو کہ صحت انسانی کے واسطے نہایت مضر ہے اس لئے ویدوں نے کچا گوشت کھانے سے روکا جس کے معنی یہ ہیں کہ پکا یعنی پکا کر کھانا چاہیئے۔ کیوں کہ پکی ہوئی غذا صحت انسانی کے واسطے بہت مفید ہے۔

یجروید اور گوشت

یہ وید تو مخصوص یگیہ (قربانی) اور آگ وغیرہ کی پرستش سے بھرا پڑا ہے۔ خاص کر چوبیسویں ادھیائے میں تو تمام دیوتاؤں کے نام اور اُن کے نام پر یا اُن کے لئے جو جو جانور قربانی لئے جاویں اُن کی تفصیل پورے طور سے درج ہے۔ مجھ کو تمام نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف کہیں کہیں سے چند منتر بطور نمونہ کے نقل کرتا ہوں۔

یجر وید ۱۸/۱۲ ۔ اے منشیو جیسے سچا آدمی گائے وغیرہ حیوانوں سے گائے وغیرہ حیوانوں کو بنانے کی ترکیب کے ساتھ بنی ہوئی عمدہ چیزوں سے ہون کرنے لایق عمدہ چیزوں کو اور گایتری وغیرہ چھندوں کے علاوہ آگ کی روشن کرنے والے عمدہ سمدھاؤں کو بذریعہ یگیہ دھرم کریا کرتے کو پہونچاتا ہے ویسے ہی اُن کو تم بھی پہونچاؤ۔ مطلب دنیا میں بہت سے جانوروں والا ہوم کر کے یگیہ شیش کھانے والا ویدوان جب سچی ترکیب کر سکتا ہے تب ہی دنیا میں تعریف پاتا ہے اس منتر کا مطلب صاف ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنی تعریف اور نیک نامی کا خواہش مند ہو وہ بہت سے جانوروں کی قربانی کر کے آگ میں گایتری وغیرہ چھندوں سے ہون کرے۔ کہئے مہاشے جی آپ کی آریہ سماج کا وہ دعویٰ

کہ کھانے اور یگیہ وغیرہ کے لئے کسی جیو کو مارنا ویدوں میں نہیں لکھا ہے کہاں گیا۔ اس کی اصلیت یوں ہے کہ زیادہ تر سماج والے ملکی۔ مذہبی اور نسلی تعصب میں پھنس کر ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ جان بوجھ کر بھی جھوٹ سے کام لیتے ہیں وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سوائے ہمارے اور کوئی دوسرا اس راز سے واقف نہیں ہے۔ افسوس ہے ایسے سماج والوں پر کہ جو اپنے چوتھے اصول کی قطعی پابندی نہیں کرتے۔ اب میں وہ منتر پیش کرتا ہوں جن کا ترجمہ دیانند جی مہاراج نے کیا ہے۔

یجروید ۲۱/۴۴ اے دان دینے والے! دان لینے والے پرش کو چاہئے کہ وہ اچھی طرح سے پسی ہوئی اور خوب بڑھنے والی اشیاء کو لے۔ سورج اور چاند کی روشنی میں بڑھنے والی گھاس کو کھانے والے بکرے اور دیگر دینے کے لایق اشیاء کو ایک سندر استھان میں ندی کے کنارے لے جائے۔

اسی طرح وہ مینڈھے اور دیگر گرہن کرنے کے لایق پدارتھوں کو سندر استھان میں لیجا کر جاہ وحشمت والے مہاشے کی خوشنودی حاصل کرے اسی طرح دیگر دینے کے لائق اور من کو کھینچنے والے پدارتھوں کو ایک عمدہ جگہ میں آگ روشن کر کے جہاں پر نباتات اور سبزہ زار ہو۔ دل کو فرحت دینے والی ہوا چل رہی ہو۔ بڑ وغیرہ درختوں کا سایہ ہو۔ پینے کے لایق پانی موجود ہو زمین صاف ستھری ہو وہاں پر ان تمام اشیاء کو حسب موقعہ ترتیب وار کام میں لائے۔ اور جاہ وحشمت والے پرش کا آدر ستکار (تواضع) کرتا ہوا خود بھی اُن کا سیون (استعمال) کرے۔ اور ان کو اچھے دیوہار میں استعمال کرے۔ جس طرح سورج اپنی کرنوں سے اور آگ اپنی حرارت سے سب کی رکھشا کرتے ہیں اسی طرح اُن کے ذریعے پکے ہوئے پدارتھوں کا توسیون کر۔ نباتات کی رکھشا کر۔ اور اُن کو دھارن کرتا ہوا یگیہ کیا کر۔

پیارے سامعین آپ نے اس ترجمہ پر غور کیا۔ گو اس میں پنڈت دیانند سرستی نے اپنی دانست میں بہت ہی کھینچ تان سے کام لیا ہے۔ مگر پھر بھی مطلب صاف ہے۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ کیا سورج خاک اڑانے سے چھپ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب آپ ذرا غور فرمادیں کہ پرمیشور فرماتا ہے کہ ایک عمدہ صاف ستھرے مقام پر جہاں برگد وغیرہ زبردست سایہ دار درخت ہوں۔ عمدہ ہوا بھی چل رہی ہو۔ سبزہ زار بھی ہو۔ دریا کا کنارہ بھی ہو۔ پانی پینے کو بھی ہو اور تمام تفریح وضروریات

کا دیگر سامان بھی موجود ہو۔ ایسے مقام پر بکرے ۔ مینڈھے اور دیگر کھانے کے لایق تمام چیزوں کو سجا کر جاہ وحشمت والے مہاشے کی خاطر داری اور تواضع کرتا ہوا خود بھی اون کا استعمال کرے ۔ اس موقعہ پر میرے دوست کو یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ بکرے و مینڈھے وغیرہ کے پکانے اور کھانے کا ذکر نہیں ہے اس لئے جواز گوشت خوری نہیں ہو سکتا ۔ لہذا میں اس کا یہ جواب پیش کروں گا کہ ایک عمدہ جگہ میں بکرے اور مینڈھے وغیرہ کھانے کے لایق چیزوں کو سجا کر مہاشے کا آدرستکار کرنے سے کیا مطلب ہے ۔ کیا مہاشے کے ساتھ بکرے اور مینڈھے کی لڑائی ہوگی یا اُن پر مہاشے کو چڑھا کر شکار ہوگا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جو شخص ملکی ۔ مذہبی ۔ یا نسلی تعصبات سے پاک ہوگا وہ فوراً کہدے گا کہ اس منتر سے یہی مطلب ہے کہ بکرے اور مینڈھے وغیرہ تمام اشیاء کو جاہ وحشمت والے مہاشے کو کھلاوے اور خود بھی کھاوے ۔ اور ملاحظہ فرمائیے ۔

یجر وید ۲۴/۲۲ اے انسانو! جس طرح جانوروں کے گنوں کو جاننے والا منش اگ کے لئے مرغوں کو ۔ بغیر پھول کے درختوں کے لئے الووں کو اگنی اور سوم کے لئے نیل کنٹھ کو ۔ سورج اور چاند کے لئے موروں کو ۔ متر اور ورن کے لئے کبوتروں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے ۔ اسی طرح تم بھی حاصل کرو ۔

یجر وید ۲۴/۲۳ اے انسانو! جس طرح جانوروں کا کام جاننے والا منش جاہ وحشمت کے لئے بٹیروں کو ۔ پرکاش کے لئے کولک نام جانوروں کو ددوانوں کی استری کے لئے گیدڑوں کو ۔ مارنے والے جانوروں اور ددوانوں کی بہنوں کے لئے کولبک جانوروں اور آگ کی مانند ورتمان اور گھر والوں کی پرورش کرنے والے کے لئے روشن پکشوؤں کو حاصل کرتا ہے اسی طرح تم بھی کرو ۔

یجر وید ۲۴/۲۵ اے انسانو! جس طرح وقت کا جاننے والا دن کے لئے نرم آواز نکالنے والے کبوتروں رات کے لئے سیچاپو نام جانوروں ۔ دن رات ملنے کے دونوں وقتوں کے لئے جتنو نام کے جانوروں ۔ مہینوں کے لئے کالے کووں اور سال کے لئے بڑے خوبصورت

پردں والے پکشیوں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی حاصل کرو۔

یجروید ۲۴/۲۷ اے انسانو! جس طرح پشوؤں کے گن کو جاننے والا اگنی وغیرہ کے لئے رش جاتی کے ہرنوں۔ بران وغیرہ رودروں کے لئے روجہ نامی پشوؤں۔ بارہ مہینوں کے لئے نینکو نام کے پشوؤں۔ تمام ودوانوں کے لئے پرشت جاتی کے ہرنوں اور سدھی کو حاصل کرنے والے ودوانوں کے لئے کلنگوں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی کرو۔

یجروید ۲۴/۲۸ اے راجہ! جو انسان صاحب قدرت کے لئے اور آپ کے لئے پرشت نامی ہرن کو۔ متر کے لئے سفید رنگ کے ہرنوں کو۔ ورون کے لئے بھینسوں کو۔ برہسپتی کے لئے نیل گائے کو۔ اور تورشٹا کے لئے اونٹوں کو بھلی پرکار حاصل کرتا ہے۔ وہ مالا مال ہوتا ہے۔

یجروید ۲۴/۲۹ جو انسان پرجا پالنے والے راجہ کے لئے پرشوں (آدمیوں) اور ہاتھیوں کو۔ بانی کے لئے پلشی نام کے جیووں۔ آنکھ کے لئے مشکان نامی جنتوؤں۔ کان کے لئے بھوروں کو حاصل کرتا ہے وہ مضبوط حصوں والا ہوتا ہے۔

یجروید ۲۴/۳۰ پرجا کی پالنا کرنے والے اور اس کے سمبندھیوں کے لئے دایو اور داتو سے سمبندھ رکھنے والے پدارتھوں کے لئے نیل گائے۔ ورن دیوتا کے لئے جنگل کا مینڈھا۔ انصاف کرنے والے کے لئے کالا ہرن۔ راجہ کے لئے شیر کے لئے بندر اور لال ہرن۔ سرشیت انسان کے لئے نیل گائے۔ باز کے لئے بطخ۔ نیلے رنگ کے چھوٹے کیڑے کے لئے چھوٹا کیڑا۔ بالکوں کو مارنے والے شنشومار سمندر دیوتا کے لئے۔ اور سر بہ فلک پہاڑوں کے لئے ہاتھی بنایا گیا ہے

پیارے بھائیو! ذرا انصاف تو کرو کہ ان تمام منتروں سے گوشت خوری ثابت ہے اگر نہیں ہے تو آپ ہی فرمادیں کہ جنگل کا مینڈھا انصاف کرنے والے کے لئے اور کالا ہرن راجہ کے لئے شیر کے لئے بندر اور لال ہرن۔ اچھے آدمی کے لئے نیل گائے۔ باز کے لئے بطخ بنایا گیا ہے اتنے سوال پیدا ہوتا ہے۔ باز کے لئے بطخ اور شیر کے لئے لال ہرن وغیرہ

بنائے گئے ہیں تو باز بطخ کا شیر لال ہرن کا کیا کرے۔ آیا اس پر سواری کرے یا اس کو پیار کرے۔ یہ بات تمام دنیا اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ باز اور شیر گوشت خور جانور ہیں پس یہ جانور یعنی بطخ باز کے۔ لال ہرن شیر کے کھانے کے لئے بنائے ہیں۔ اسی طرح سے اچھے آدمی کے کھانے کے لئے بیل گائے۔ راجہ کے کھانے کے لئے کالا ہرن بنایا گیا ہے۔ یہی بات ہر منتر سے ثابت ہے۔

دیانند سرستی نہایت ہوشیار اور پالیسی کا آدمی تھا۔ اس کو تواریخ اور واقعات کی بنا پر معلوم تھا کہ بودھ اور جینی ہندو مذہب سے اسی وجہ سے نکل گئے ہیں کہ ویدوں میں گوشت خوری اور جیو ہتیا ہے اور ان زمانہ بہت سے ہندو بھی گوشت خوری کو برا سمجھتے ہیں اس لئے دیانند سرستی نے اس قدر گول اور مہمل معنی کر دیئے ہیں اور واقعہ بھی یہی ہے۔ کیوں کہ منتر ۲۳ لغایت ۲۹ میں ایک لفظ لبھست آیا ہے جس کے معنی کسی منتر میں اچھی پرکار حاصل کرنا اور کسی منتر میں بھلی پرکار حاصل کرنا تحریر کیا ہے لیکن در اصل اس کے معنی قربان یا قربانی کرنا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پنڈت دیانند سرستی نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ لفظ قربانی یا قربان کرنا نکال دیا جاوے گا تو منتر منسوخ نہیں ہو جاوے گا۔ لیکن منتر کی ترتیب الفاظ اور واقعات کی بندش پر غور کیا جاتا ہے تو ایک سمجھ دار شخص فوراً اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ یہ منتر قربانی اور جواز گوشت خوری کی بابت ہیں۔ اب میں صرف ایک منتر جو اس سے بھی صاف معنی رکھتا ہے پیش کر کے اس وید کو ختم کرتا ہوں۔

یجر وید $\frac{29}{59}$ اے انسانو تم قابل تعریف فوج والے وگیان یکت سپہ سالار کے لئے لال دھبوں والا بیل سورج کی گُن والے نیچے حصہ میں سفید رنگ والے طاقت دینے والے ستھری زبان دو دانوں کے سمبندھی جنگلی بکرے اور پیلے رنگ کے پشو۔ وایو دیوتا والے خاکی رنگ والے۔ اگنی دیوتا والا کالا بکرا۔ پانی کے گنوں والے بھیڑ اور جل کے گنوں والا تیز رفتار پشو کام میں لاؤ۔

چوں کہ اس منتر میں بھی گول باتیں ہیں اس لئے سوال ہوتا ہے کہ سپہ سالار کے لئے بیل۔ جنگلی بکرے بھیڑ۔ کالا بکرا اور طرح طرح کے جانور کس طرح کام میں لائے جاویں آیا سپہ سالار کے آگے پیچھے باندھے جاویں یا اس کے گلے میں لٹکائے جاویں یا کس طرح سے بہر بان من

یہاں پر کام میں لانے سے بھی یہ مطلب ہے کہ بیل بکرے بھیڑ اور دیگر جانوروں کا گوشت سپہ سالار کو کھلانا چاہیئے ۔گو ان تمام حوالہ جات سے کافی سے زیادہ روشنی گوشت خوری پر پڑتی ہے مگر میں قریب قریب تمام کتب معتبرہ سے حوالہ جات پیش کروں گا تاکہ میرے دوست کو کوئی اعتراض کا موقعہ نہ رہے۔

اتھروید اور گوشت خوری

اس وید کی بابت خود اہل ہنود میں بہت بڑا اختلاف ہے ۔آریہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وید الہامی ہے اور بقیہ تمام سناتن دہرم والے کہتے ہیں کہ الہامی تو نہیں ہے مگر تینوں ویدوں کا لب لباب یعنی خلاصہ ہے گویا تینوں ویدوں کا ماخوذ ہے ۔لیکن یہ عرض کروں گا کہ یہ وید نہ ماخوذ ہے نہ الہامی ۔کیوں کہ ماخوذ اس لئے نہیں ہے کہ تینوں ویدوں کا کوئی منتر اتھروید کے کسی منتر کے مطابق نہیں ہے ۔اور الہامی اس وجہ سے نہیں ہے کہ اس کا کہیں بھی وجود نہیں ہے جیساکہ بقیہ تین وید کا ہے ۔حسب ذیل حوالہ جات اتھروید کے غیر الہامی ہونے کی بابت پیش کرتا ہوں۔

(۱) یجروید ہے لے عالم! جس طرح انسان زمین پر پیدا ہوکر عالموں کے کرنے کے لائق یگیہ ۔پوجن یا دانوں کو حاصل کرتے ہیں یا جس ملک میں رگوید ۔سام وید اور یجروید کے منتروں میں بیان کئے ہوئے ۔اعمال ۔مال ومتاع کی تحصیل کے لئے اعلیٰ اعلیٰ علوم وغیرہ کی خواہش یا اناج وغیرہ سے دکھوں کو ناش کرتے ہوئے سب ودوان لوگ سکھوں کو پراپت ہوتے ۔ان کا سب پرکار سے استعمال کرتے اور سکھی رہتے ہیں الخ ....

(۲) یجروید ۱۳۱ ہے سبھوں نے جس کے لئے ہوم کیا جاتا ہے اُس یگیہ (پرمیشور) سے رگ جائیں (رگوید) سائنیں (سام وید) پیدا ہوئے اور اسی سے چھندیں (عروض) پیدا ہوئیں ۔اس ہی سے یجر وید پیدا ہوا۔

یجر وید ۳۶ میرے آتما میں پران اور اپان درڑھ ہوں۔ میری زبان فصیح و بلیغ ہو۔ میں جسمانی طاقت کو حاصل کروں۔ رگوید روپ بانی کو حاصل کروں۔ منن کرنے والے انتہ کرن کی مانند یجر وید کو حاصل کروں۔ اُپاسنا کی سادھک سام وید کو حاصل کروں۔ روشن بینائی اور صحیح سلامت کانوں کو حاصل کروں۔

ساین بھاشیہ رگوید مطبوعہ بمبئی صفحہ ۳۔ اگنی۔ وایو۔ ادتیہ (سورج) کے ذریعہ سے وید نازل ہوئے

ایترے برہمن۔ رگوید اگنی سے پیدا ہوا۔ یجر وید وایو سے پیدا ہوا۔ سام وید ادتیہ سے پیدا ہوا۔

گوپتہ برہمن۔ اگنی سے رگوید۔ وایو سے یجر وید۔ ادتیہ سے سام وید پیدا ہوئے۔

شت پتہ برہمن۔ اگنی سے رگوید وایو سے یجر وید ادتیہ سے سام وید پیدا ہوئے۔

منوسمرتی ۲۳/۱ پھر یگیہ کے پورا کرنے کے واسطے اگنی۔ وایو۔ ادتیہ رشیوں کے دل میں وید کا پرکاش کیا۔ اسی طرح منوسمرتی ۳/۲ ۱ ۳/۲ ۱۲۳-۱۲۴/۴ - ۱۱۱-۱۱۲/۱۲ میں بھی صرف تین ہی وید کا ذکر ہے۔ پس جملہ حوالہ جات سے ثابت ہے کہ نہ اتھروید کا نام ان حوالہ جات میں آیا نہ ہی انگرارش کا ذکر ہے جس پر اتھروید کا نزول بتلایا جاتا ہے لہذا جب اتھروید نہ ماخوذ ہر سہ وید ہے نہ وہ الہامی ثابت ہوا اور نہ اس کے مصنف کا پتہ ہے اس صورت میں اس کو بحث میں لینا ایک بیکار سی بات ہے۔ کیوں کہ وہ مستند بھی نہیں ہو سکتا۔ لہذا اوس کو چھوڑا جاتا ہے۔

منوسمرتی اور گوشت

ویدک دھرم میں ویدوں کے بعد اگر کوئی کتاب مستند اور پورانی مانی جاتی ہے تو وہ منوسمرتی ہے جس کو خود پنڈت دیانند سرستی نے بھی مستند تسلیم کیا ہے اور شروع دنیا سے ہونا مانا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۹۸ء گیارہواں باب و رگوید بھاشیہ بھومکا مطبوعہ ۱۹۱۴ء) پس ویدوں کے بعد منوسمرتی کے حوالہ جات قابل ملاحظہ ہیں اس کے بعد دیگر کتب سے حوالہ پیش کروں گا۔

قبل اس کے کہ میں حوالہ جات پیش کروں پہلے یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ منو سمرتی ویدوں کے مطابق ہے یا نہیں۔ منوجی مہاراج ادھیائے ۲ منتر ۷ میں فرماتے ہیں کہ سب باتوں کے جاننے والے منوجی نے جس کا جو دھرم اس شاستر میں کہا ہے وہ سب وید میں ہے۔ باقی روشنی بعد میں ڈالوں گا۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) منو $\frac{۳}{۱۲۳}$ ہر مہینہ جو شرادھ کیا جاتا ہے وہ ایشور بادی کہلاتا ہے اوس کو اچھے مانس (گوشت) سے کرنا چاہیئے۔

(۲) منو $\frac{۳}{۲۵۷}$ پینکوں کے ان۔ دودھ۔ سوم لتا کا رس۔ نیا بنا ہوا مانس بے بنا ہوا۔ سیندھا نمک وغیرہ یہ سب سوبھاؤ سے ہبیہ (یعنی دیوتاؤں کا حصہ) کہاتے ہیں۔

(منو) اس منتر کے متعلق یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب سام وید میں کچا گوشت کھانے کی ممانعت ہے اور اس منتر میں بے بنا مانس یعنی کچا گوشت لکھا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ منوجی مہاراج نے اسی بات کی تشریح کی ہے کہ کچا گوشت انسانوں کو اس وجہ سے نہیں کھانا چاہیئے کہ وہ دیوتاؤں کا حصہ ہے یعنی بذریعہ ہون کے یہ کچا گوشت دیوتاؤں کو پہونچایا جاتا ہے۔ لہذا اب کسی سماجی یا غیر سماجی جو ہندو ہیں کسی کو یہ کہنے کی گنجایش نہیں ہے۔ کہ منو سمرتی ویدوں کے مطابق نہیں ہے اور یہ کہ اس میں گوشت خوری کے منتر وام مارگیوں نے بڑھا دیئے ہیں آگے چل کر اور بھی تشریح کروں گا۔ اور ملاحظہ فرمائیے۔

(۳) منو $\frac{۳}{۲۶۸}$ مچھلی کے گوشت سے دو مہینہ تک اور ہرن کے گوشت سے تین مہینہ تک اور بھیڑ کے گوشت سے چار ماہ تک اور پرمد جانور کے گوشت سے پانچ ماہ تک پتر آسودہ رہتے ہیں۔

(۴) منو $\frac{۳}{۲۶۹}$ بکرا کے گوشت سے چھ ماہ تک پتر گرگ کے گوشت سے سات مہینہ تک ایین نام ہرن کے گوشت سے آٹھ ماہ تک اور رورو نام ہرن کے گوشت سے نو ماہ تک پتر آسودہ رہتے ہیں۔

(۵) منو ۳/۲۷۰ جنگلی سوٗر یا بھینسے کے گوشت سے دس ماہ تک اور خرگوش یا کچھوا کے گوشت سے گیارہ ماہ تک۔

(۶) منو ۳/۲۷۱ گئو کے دودھ سے یا اُس کی کھیر سے ایک برس تک اور ایسا بکرا جس کے دونوں کان پانی پیتے وقت پانی کو چھوئیں اور سفید رنگ ہو اور اندری جس کی چھین (یعنی آختہ یا بدھیا یا نامرد یا خصی) ہو اس کے گوشت سے بارہ برس تک (پتر آسودہ رہتے ہیں)۔

(۷) منو ۳/۲۷۲ کال شاک اور مہاسلک (ایک قسم کی مچھلی) اور گینڈا اور لال بکرا۔ ان سب میں سے کسی کا گوشت دینے سے اور مدہ اور نی سے بے انتہا برس تک پتر آسودہ رہتے ہیں۔

(۸) منو ۴/۲۶ جب نیا غلہ پیدا ہو اس وقت توسیسہ اشٹ سے ہون کرنا اور فصل کے آخر میں چیتر ماس یگیہ سے اور دونوں این میں پشو سے ہون کرنا چاہیئے۔ اور سال کے آخر میں اگنشوم وغیرہ یگیہ کرے۔

(۹) منو ۴/۲۷ جو براہمن اگن ہوتری زیادہ عمر ہونے کی خواہش رکھتا ہو وہ نیا غلہ جب تک اُس غلہ سے یگیہ نہ کرے اور پشو کا مانس جب تک اُس سے یگیہ نہ کرے دونوں کو بھوجن نہ کرے۔

(۱۰) منو ۴/۲۸ جو آگ نیا غلہ اور پشو کے مانس سے آسودہ نہیں ہوتی ہے وہ اُس آدمی کے پران کو بھوجن کرنے کی اِچھا (خواہش) کرتی ہے جس نے نئے غلہ اور پشو کے مانس سے یگیہ نہیں کیا اور کھانے لگا۔

(۱۱) منو ۵/۷ دیوتا اور پتروں کو چھوڑ کر اپنے واسطے تل ملا ہوا بھات۔ دودھ۔ گڑ۔ گیہوں کے آٹا سے تیار کیا ہوا پکوان۔ کھیر۔ مال پوا۔ اور جو جانور منتر سے شدہ نہیں کیا گیا اس کا مانس اور جو ان دیوتا کے واسطے بنایا گیا ہو اور اُن کو بھوگ نہ لگایا گیا ہو اور جو ہبیہ (دیوتاؤں کا حصہ) ہون کے واسطے بنا۔ اور ہون نہیں ہوا۔ ان سب کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگائے بغیر نہ کھاوے۔

(۱۲) منو ۵/۱۱ کچے گوشت کے کھانے والے گدھ وغیرہ پرند۔ گاؤں میں رہنے والے کبوتر وغیرہ پرند۔ ایک کھر والے جانور یا ستنائے ان کے جوشاستر میں کھانے کے لائق کہے

سے گئے ہیں اور ٹٹیھری سان سب کو نہ کھاوے۔

(۱۳) منو ۵/۱۲ گورا جل میں پیرنے والے ہنس۔ چکور۔ گاؤں کا رہنے والا مرغا۔ سارس۔ رجوال بند جل کاگ۔ طوطا۔ مینا۔ ان سب کو بھی نہ کھاوے۔

(۱۴) منو ۵/۱۳ چونچ سے کھانے والے بٹ پھوڑ نام جانور وغیرہ۔ آڑھی وغیرہ ٹٹھیری وغیرہ۔ ناخن سے نوچ کر کھانے والے باز وغیرہ۔ پانی میں ڈوب کر مچھلی کھانے والے جانور۔ قصائی کے گھر کا مانس۔ سوکھا ہوا مانس۔ ان سب کو بھی نہ کھاوے۔

(۱۵) منو ۵/۱۴ بگلا اور بلاکا (دوسرے قسم کا بگلا) نہایت سیاہ زاغ کھر ریچہ مچھلی کھانے والے پرند گاؤں کا سور۔ اور مچھلی ان سب کو بھی نہ کھاوے۔

(۱۶) منو ۵/۱۵ جو جیو جس کے مانس کو کھاتا ہے وہ اُس کا کھانے والا کہلاتا ہے جیسے مچھلی سب کا مانس کھاتی ہے اور اُس کو جس نے کھایا وہ گویا سب کا ماس کھا چکا اس لئے مچھلی کھانا نہ چاہئے۔

(۱۷) منو ۵/۱۶ جو جانور اکثر اکیلے رہتے ہیں مثل سانپ وغیرہ اور جو جانے ہوئے نہیں ہیں۔ ہرن پرند وغیرہ اور پانچ ناخن والے بندر وغیرہ ان سب کو بھی بھوجن نہ کرے۔

(۱۸) منو ۵/۱۹ کگرمتا۔ گاؤں کا رہنے والا سور۔ لہسن۔ پیاز۔ گاؤں کا مرغا۔ گاجر۔ ان سب کو جان کر بھوجن کرے تو پتت (ذات سے گرجانا) ہو جاتا ہے یعنی اپنے دھرم سے گر جاتا ہے۔

(۱۹) منو ۵/۱۶ راجیو سنگھ۔ سند شلک۔ پہنا رو ہو۔ ان سب کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگا کر کھانا چاہئے۔

(۲۰) منو ۵/۱۸ پانچ ناخن والوں میں سال گوہ۔ ساہی گینڈا۔ کچھوا۔ کھرہا۔ کھانے کے لائق ہیں اور اونٹ کو چھوڑ کر ایک طرف دانت رکھنے والے علاوہ اُن کے جن کی ممانعت ہے کھانے کے لائق ہیں۔

(۲۱) منو ۵/۲۲ یگیہ کے واسطے اور نوکروں کے واسطے اچھے ہرن اور پکشی (پرند) مارنا چاہئے۔

(۲۲) منو ۵/۲۳ اگلے زمانہ میں رشیوں نے یگیہ کے واسطے۔ کھانے کے لائق ہرن اور پکشیوں

کو مارا ہے

منو 5/22 - پروکشن نام سنکار سے جو مانس بنتا ہے اور یگیہ میں ہون کرنے سے جو مانس بچا ہے ان دونوں طرح کے مانس کو بھوجن کرے اور جب کہ بھوک سے جان جاتی ہو اس وقت بھی مانس کا بھوجن کرے۔

(۲۴) منو 5/28 استھاور (ساکن) جنگم (متحرک) جتنی چیزیں دنیا میں ہیں وہ جان کی غذا ہیں اس بات کو سری برہما جی نے کہا ہے۔

(۲۵) منو 5/30 کھانے کے لائق جانوروں کو کھانے سے کھانے والے کو دوش نہیں ہوتا ہے کیونکہ کھانے کے لائق جانور کو اور نہ کھانے والے جاندار کو برہما جی نے پیدا کیا ہے۔

(۲۶) منو 5/31 یگیہ کی نمت (نیت سے) مانس کو بھوجن کرنا شاستر کی بدھ ہے سوائے اس کے اور مانس بھوجن کرنا راکششی بدھ ہے۔

(۲۷) منو 5/32 مول لائے ہوئے مانس کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگا کر کھانے سے پاپ نہیں ہوتا ہے۔

(۲۸) منو 5/35 شاستر کی بدھ سے جو مانس شدہ ہے اُن کو جو آدمی نہیں کھاتا وہ پرلوک میں اکیس جنم تک پشو ہوتا ہے۔

(۲۹) منو 5/36 جس مانس کا سنسکار نہیں ہوتا۔ اُس کو برہمن کبھی نہ کھاوے اور ہمیشہ شاستر کے موافق رہ کر منتر سے سنسکار کئے ہوئے مانس کو کھایا کرے۔

(۳۰) منو 5/39 سری برہما جی نے آپ سے آپ یگیہ کے واسطے پشو کو پیدا کیا اس سے یگیہ میں جو بدھ ہے یعنی قتل جیسے ہوتا ہے وہ بدھ نہیں کہلاتا۔

(۳۱) منو 5/40 ان - پشو - درخت - پرند - کچھوا وغیرہ یہ سب یگیہ کے واسطے مارے جانے سے اوتم ذات کو دوسرے جنم میں پاتے ہیں۔

(۳۲) منو 5/41 مدھ پرک - یگیہ - دیوکرم - پترکرم - ان سب میں پشو کو مارنا چاہئے۔ اور اور کرم میں

نہ مارنا چاہیئے۔اس بات کو برہماجی نے کہا ہے۔

(۳۳) منو $\frac{۵}{۴۲}$ ایسے کرموں میں پشو کو مار کر وید کے اصل مطلب کو جاننے والا برہمن آپ کو اور اس پشو کو اوتم گت کو پہونچاتا ہے۔

(۳۴) منو $\frac{۵}{۴۴}$ جو ہتیا اس دنیا میں وید کے حکم کے موافق ہے اُس کو ہتیا یعنی جان کشی نہ جاننا چاہئے کیوں کہ وید ہی سے دہرم نکلا ہے۔

(۳۵) منو $\frac{۵}{۱۳۱}$ کتا۔شیر۔باز۔بھیڑیا وغیرہ ہرن کے مارنے سے اوقات بسر کرنے والا ان سب سے جو جانور کھانے کے قابل مارا گیا ہو اُس کا گوشت شرادھ وغیرہ اتتھ بھوجن میں پاک ہے منوجی نے کہا ہے۔

میں نے منوسمرتی سے بوجہ خوف طوالت صرف ۳۵ حوالہ جات پیش کئے ہیں جس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ دہرم شاستر میں تمام باتیں موجود ہیں کہ کس کس جانور کا گوشت نہ کھانا چاہئے اور کس کس جانور کا گوشت کھانا چاہئے۔اور کھانے کا گوشت بھی کیسا ہو کہ ویدریتی سے شدھ کیا ہوا۔

پیارے ناظرین میرے حوالہ جات یجر وید اور منوسمرتی کو پہلو بہ پہلو ملا کر دیکھیں گے تو اُن کو یقین ہو جائے گا کہ منوجی مہاراج نے یجر وید وغیرہ کے ان منتروں کی جن میں گوشت کھانے اور نہ کھانے کا حکم ہے کماحقہ تشریح کر دی ہے۔

اس وقت میرے قابل دوست کو یہ اعتراض ہو گا اور نیز تمام آریہ سماجیوں کو ہے کہ جب منوسمرتی میں اکثر ایسے منتر پائے جاتے ہیں کہ جن میں گوشت خوری کی ممانعت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ منتر جو گوشت خوری کے جواز میں ہیں ملائے ہوئے ہیں۔بدیں وجہ قابل ماننے کے نہیں ہیں۔لہٰذا میں اس اعتراض کا بھی جواب عرض کرتا ہوں۔

منوجی مہاراج اپنے دہرم شاستر کے ادہیائے ۲ منتر ۱۴ میں فرماتے ہیں کہ جس کام کے کرنے میں شاستر دو طرح کے حکم لکھتا ہے اُس میں دونوں واجب التعمیل ہیں۔اس بات کو اچھو پرکا ایسے پنڈتوں نے کہا ہے"

غالباً یہ منتر بھی آپ کو مشتبہ معلوم ہو گا کیوں کہ سماج کے نزدیک ایک ہی کام کے لئے دو طرح کے حکم نہیں ہو سکتے ہیں۔ مثلاً زنا کرنے کی اجازت بھی ہو اور اُس کی ممانعت بھی ہو۔ مگر میں عرض کروں گا فی الواقع ایک ہی کام کے لئے دو حکموں کی ضرورت ہے کیوں کہ جو زنا یعنی صحبت داری منکوحہ عورت سے کی جاوے گی اُس کے لئے تو اجازت کی ضرورت ہے اور بقیہ تمام غیر عورتوں سے زنا کی اشد ممانعت ہے۔ اسی طرح سے یہ منتر تمام ایسے کاموں کے لئے جس میں دو حکموں کی ضرورت ہے حاوی ہے۔ اب ہم نفس مطلب ہی کو لیتے ہیں کہ جہاں کہیں اور جس منتر میں گوشت خوری کی ممانعت ہے وہ اُس گوشت کے لئے ہے جو وید کے منتروں سے شدھ کیا ہوا نہیں ہے۔ اور جو شدھ کیا ہوا ہے یعنی جس گوشت کا سنسکار منتروں سے کر لیا ہے اُس کے کھانے کی ہر حالت میں اجازت ہے جیسا کہ منوجی نے ادھیائے ۵ منتر ۳۲ میں تحریر کیا ہے۔ اب بھی آپ ان منتروں کو ملا ہوا ایسی صورت میں بتلا دیں جب کہ وہ یجر وید کے منتروں کے عین مطابق ہوں تو آپ سے زیادہ دنیا میں ہٹ دھرم ضدی کون ہو سکتا ہے۔

اپنشد اور گوشت

برہدارنیک اپنشد ادھیائے ۶ برہمن ۴ منتر ۱۷۔ جو چاہے کہ میرا پتر پنڈت ست است بویکی۔ دشمنوں کو جیتنے والا۔ آپ نہ ہارنے والا بجنگ گون۔ نربھتا کرنے والا۔ بانی بولنے والا سب وید۔ انگ ودیا کا پڑھنے اور پڑھانے تتھا سروایوگی بھوگنے والا ہو تو وہ گوشت کا پلاؤ تیار کر کے کھاوے تو وہ ایسے پتر پیدا ہونے کا امکان ہے۔

بشمہ حصدر ادھیائے ۶ برہمن ۴ منتر ۱۸۔ جو پرش یہ چاہے کہ میرا پتر نربت بکھیات پرگلہ۔ سندر ارتھ والے بانی بولنے والا۔ ویدوں کا وکتا۔ سمپورن آیو کا بھوگنے والا ہو وے تو وہ پرش جوان بیل اتھوا اس کے کچھ زیادہ عمر والے بیل کا مانس چاولوں کے ساتھ پکا کر اس میں گھی ڈالکر عورت کے ساتھ کھاوے۔

ایرویداورگوشت

ایرویداد ہیائے ۲۶ - (۱) سوکھا گوشت ستھرا ہوتا ہے اور چکنا گوشت طاقت کو بڑھاتا ہے مرغوب الطبع ہے اور طاقت - عقل - اوستھا (عمر) ویریہ (نطفہ) کو بڑھاتا ہے۔

(۲) گھی میں گوشت بنا ہوا ہلکا ہوتا ہے ہاضمہ کو تیز کرتا ہے عمدہ ہے مرغوب خاطر ہے اور نظر کو صاف کرتا ویریہ میں گرم نہیں ہے پت کو ہٹاتا ہے اور عمدہ ہے۔

(۳) شوربہ طاقت پیدا کرتا ہے۔ دمہ۔ گٹھیا تین قسم کی بیماریوں کو دور کرتا ہے اور وات پت۔ مشرم کو بھی دور کرتا ہے۔ اور مرغوب الطبع ہے۔

(۴) گوشت شوربہ بھوک اور پیاس کو دور کرتا ہے۔ اور وادم ہے لاہر تیل اور کف کو دور کرتا ہے وغیرہ۔ اور جلاب کے بعد آدمیوں کو دینا چاہئے۔

(۵) گوہ کے گوشت سے استری کا دودھ پیدا ہوتا ہے۔ لڑکا ہمہ صفت موصوف ہوتا ہے۔

(۶) سوٗر کے گوشت سے اگر استری کا دودھ پیدا ہو تو بہت تشیس کرنے والا اور سور بیر اور کالک میں چلنے کی اچھا کرنے والا لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

(۷) حاملہ عورت چوتھے مہینہ دودھ مکھن گھی سے بنا ہوا بھوجن اور جنگلی پنکھیوں (پرندوں) کے گوشت سے ملا ہوا بھوجن کرے۔

ایرویداد ہیائے ۱۰ اشر یر استھان منتر ۵۔ وات کی بیماری سے حمل خشک ہو جاتا ہے اور یہ ماتا کو خوشی نہیں دیتا ہے اور اہستہ اہستہ رحم میں پھرتا ہے اس بیماری کے دور کرنے کے لئے دودھ اور مانس کے رسی (شوربہ) کا استعمال کرنا چاہئے۔

ایرویداد ہیائے ۱۳۹ دتر تتر منتر ۱۲۷ - بخار میں جو آدمی مبتلا ہو اس کو سارس۔ کونج۔ مرغا۔ اور تیتر کا گوشت کھلانا چاہئے۔

پنڈت دیانند اور گوشت

ستیارتھ پرکاش جو اس وقت آریہ سماج میں رائج ہے وہ دیانند سرستی کے مرنے کے بعد شایع ہوا ہے اور جو ستیارتھ پرکاش پنڈت جی کی زندگی میں چھپا ہے وہ ۱۸۷۵ء کا کہلاتا ہے پس جو ستیارتھ پرکاش ان کی زندگی میں شایع ہوا ہے اس سے زیادہ معتبر اور مستند بعد کا نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ مرنے کے بعد اُن کے نام سے موسوم کر کے شایع کیا گیا ہے۔

رگوید بھاشیہ بھومکا مطبوعہ ۱۹۳۵ بکرمی میں ایک وگیاپن ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے متعلق پنڈت دیانند سرستی نے شایع کیا ہے وہ میں پیارے ناظرین و سامعین کی آگاہی کے لئے پیش کرتا ہوں وہ لکھتے ہیں۔

وگیاپنم

"سب کو اُدت ہو کہ جو جو باتیں ویدوں کی اور اُن کے انوکول ہیں۔ ان کو میں مانتا ہوں اور وردھ باتوں کو نہیں۔ اس سے جو جو میرے بنائے ستیارتھ پرکاش و سنسکار ودھی آدی گرنتھوں میں گرہیہ سوتر و منوسمرتی آدی پستکوں کے وچن بہت سے لکھے ہیں۔ وے اُن اُن گرنتھوں کے متوں کو جتانے کے لئے لکھے ہیں اُن میں سے وید ارتھ کے انوکول کا ساکھشی دت پرمان اور وردھ کا اپرمان مانتا ہوں۔ جو جو بات وید ارتھ سے نکلتی ہے ان سب کو پرمان کرتا ہوں۔ کیوں کہ وید ایشور واکیہ ہونے سے سر دتھا مجھ کو مانیہ ہے اور جو جو برہما جی سے لے کر جیمنی منی پرنیت مہاتماؤں کے بنائے وید ارتھ انوکول گرنتھ ہیں اُن کو بھی میں ساکھشی کے سمان مانتا ہوں اور جو ستیارتھ پرکاش کے ۴۲ پرشٹ اور ۲۶ پنکتی (اردو ایڈیشن صفحہ ۴۵ سطر ۱۲) پتر آدکوں میں سے جو کوئی جیتا ہو اس کا ترپن نہ کرے اور جیسے جتنے مر گئے ہیں اون کا تو اوشیہ کرے۔ تتھا پرشٹ ۴۱ پنکتی ۲۱ اردو ایڈیشن صفحہ ۵۹ سطر ۱۷) مرے بھئے پتر آدکوں کا ترپن اور شرادھ کرتا ہے۔ یہ تادی ترپن

اور شرادھ کے وشے میں جو چھاپا گیا ہے سو لکھنے اور شودھنے والوں کی بھول سے چھپ گیا ہی
اس کے استھان میں ایسا سمجھنا چاہیئے۔ کہ جیوتوں کی شردھا سے سیوا کر کے متیہ ترپت کرتے رہنا
یہ پتر آدمی کا پرم دھرم ہے اور جو مر گئے ہوں اُن کا نہیں کرنا۔ کیوں کہ نہ تو کوئی منش مرے ہوئے جیو
کے پاس کسی پدارتھ کو پھونچا سکتا ہے اور نہ مرا ہوا جیو پتر آدمی کے دیئے پدارتھوں کو گرہن کر سکتا
ہے۔ اس سے یہ سدھ ہوا کہ جیتے پتا آدمی کی پریتی سے سیوا کرنے کا نام ترپن اور شرادھ ہے ایہ
نہیں۔ اس دشئے میں وید منتر آدمی کا پرمان بھومکا کے گیارہویں انک کے پرشٹ ۲۵۱ سے
لے کر بارہ انک کے ۲۶۰ پرشٹ تک چھپا ہے وہاں دیکھ لینا۔

یہ وگیاپن رگوید بھاشیہ بھومکا میں ۱۸۷۹ء میں چھپ گیا ہے اس سے ثابت ہے
کہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں سوائے شرادھ اور ترپن اور کسی بات کو پنڈت
دیانند جی نے ترمیم نہیں کیا اگر اس ستیارتھ پرکاش کے اندر اور کوئی بات قابل اعتراض یا قابل
ترک ہوتی تو اس کے ساتھ ہی اُس کو ترمیم کر دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا پس یہ ماننا پڑیگا
کہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء سوائے شرادھ اور ترپن کے باقی تمام کا تمام آریہ سماج کے لئے
قابل تسلیم ہے علاوہ اس وگیاپن کے شایع ہونے کے بعد اپنی وفات ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء
تک انہوں نے کوئی اعلان جہاں تک کہ میں خیال کرتا ہوں ایسا شایع نہیں کیا جس سے
ثابت ہوسکے کہ ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء سر تا پا غلط اور ناقابل تسلیم ہے۔

ستیارتھ پرکاش مترجمہ آریہ سماج اردو مطبوعہ ۱۸۹۸ء کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ "جس
زمانہ میں میں نے یہ گرنتھ ستیارتھ پرکاش بنایا تھا اُس وقت اور اُس سے پہلے میرا پٹھن پاٹھن
اور بول چال سب سنسکرت بھاشا میں ہوا کرتا تھا۔ اور جنم بھومی کی بھاشا گجراتی تھی اس لئے
آریہ بھاشا کی چنداں واقفیت نہ ہونے کے کارن اس گرنتھ کی بھاشا اشدھ بن گئی تھی مگر اب
جو آریہ بھاشا بولنے اور لکھنے کا کچھ ابھیاس ہو گیا ہے اس لئے بھاشا کے ویاکرن کے انوسار
شدھ کر کے دوبارہ چھپوا دیا ہے۔ لیکن کہیں کہیں شبد۔ واکیہ۔ رچنا کو بدلنا پڑا ہے کہ اس کے بنا

بھاشا کا سدرنا اور درست ہونا مشکل تھا۔ مگر ارتھ کو کہیں نہیں بدلا البتہ بہت کچھ عبارت بڑھا دیا گیا ہے اور جو پہلے چھپنے میں کہیں کہیں بھول ہو گئی تھی اس کو بھی درست کر دیا ہے۔"

سب سے پہلا اعتراض جو اس ستیارتھ پرکاش کے متعلق ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ جب پنڈت دیانند سرستی تحصیل علم سے ۱۸۶۳ء مطابق ۱۹۲۰ بکرمی میں فارغ ہو گئے تھے اور انہوں نے تمام ہندوستان کا دورہ کر کے بارہ سال کے بعد ۱۸۷۵ء میں ستیارتھ پرکاش کو بنارس میں شایع کرایا اُس کے چار سال بعد دگیا پن صرف شرادھ اور ترپن کے متعلق ۱۸۷۹ء مطابق ۱۹۳۵ بکرمی میں رگوید بھاشیہ بھومکا میں شایع کرایا گویا سولہ سال کے عرصہ میں پنڈت جی مہاراج آریہ بھاشا سے واقف نہ ہوئے جب کہ وہ تمام ہندوستان کا دورہ کر چکے لیکن چار سال کے اندر آریہ بھاشا سے بھی واقف ہو گئے یہ بات بالکل غلط اور بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہے دوسرے الفاظ دوبارہ چھپوا دیا ہے۔ بتلاتے ہیں کہ موجودہ ستیارتھ پرکاش دیانند سرستی کے زمانۂ حیات میں چھپ چکا ہے لیکن یہ بات بھی غلط معلوم ہوتی ہے کیوں کہ مجھ کو جس قدر علم ہے اور میں نے معلوم کیا ہے یہ ستیارتھ پرکاش دیانند سرستی کے مرنے کے بعد شایع ہوا ہے میرے خیال سے آریہ سماج بھی اس کا قطعی ثبوت نہیں دے سکتی ہے کہ یہ ستیارتھ پرکاش پنڈت جی کی زندگی میں شایع ہو چکا ہے۔

علاوہ اس کے عبارت دیباچہ موجودہ ستیارتھ پرکاش ۱۸۹۰ء بتلاتی ہے کہ ستیارتھ ۱۸۷۵ء کے وہ الفاظ اور لکھاوٹ جب سے آریہ بھاشا درست ہوئی تھی بدل دیئے ہیں۔ لیکن مطلب کو قطعی نہیں بدلا ہے البتہ کچھ عبارت اور بڑھا دی ہے مگر جب ہم دونوں ستیارتھ پرکاشوں کو ملا کر دیکھتے ہیں اور پنڈت جی کی دیگر تصانیف سے دونوں کا مقابلہ کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ یعنی ستیارتھ پرکاش موجودہ غلط اور فرضی معلوم ہوتا ہے۔ میں چند ایک باتیں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء میں جواز گوشت خوری کا ذکر ہے جو سنسکار ودھی ۱۹۳۳ بکرمی اور

رسالہ گوکرنابدی کے عین مطابق ہے۔ لیکن موجودہ ستیارتھ پرکاش میں جواز گوشت خوری نہیں ہے۔

دویم یہ کہ ۱۸۷۵ء کے ستیارتھ پرکاش میں قدامت مادہ کی تردید ہے جو عین رگوید بھاشیہ بھومکا کے مطابق ہے لیکن موجودہ ستیارتھ پرکاش میں مادہ کو ازلی ابدی مثل پرمیشور کے لکھا ہے

سویم یہ کہ ۱۸۷۵ء کے ستیارتھ پرکاش میں یہ لکھا ہے کہ جیو موکش کے بعد پھر واپس نہیں آتا جیسا کہ تمام ہندوؤں کا خیال ہے سوائے متعدد چند آریوں کے مگر موجودہ ستیارتھ پرکاش میں جیو کا دوبارہ واپس آنا لکھا ہے۔

چہارم یہ کہ ۱۸۷۵ء کے ستیارتھ پرکاش میں مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ وغیرہ کسی مذہب کا کھنڈن نہیں ہے لیکن موجودہ ستیارتھ پرکاش میں تمام مذاہب اور اپنے تمام فرقوں کا گلا دبایا گیا ہے۔

اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن میں دونوں ستیارتھ پرکاشوں میں بیّن اختلاف ہے پس اس عبارت دیباچہ وینز وگیاپن سے ثابت ہے کہ موجودہ ستیارتھ پرکاش پنڈت دیانند سرستی کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ لیکن ان سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ کیوں کہ وہ ان کی دیگر تصانیف کے اور ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء کے خلاف ہے۔

لہٰذا تمام وجوہات مندرجہ بالا پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء پنڈت دیانند سرستی کا ہے اور بحث میں لیا جا سکتا ہے اور موجودہ ستیارتھ پرکاش پھینک دینا چاہیے کیوں کہ وہ پنڈت دیانند سرستی کا ثابت نہیں ہوا۔ اب ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے۔

ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء (باب دس صفحہ ۳۲۶۔ اردو ایڈیشن)

بھکشں ابھکشں۔ بھکش ابھکش دو پرکار کے ہوتے ہیں ایک تو ویدک شاستر ریتی

سے اور دوسرا دہرم شاستر کی ریتی ہے (ملاحظہ ہو منو سمرتی ادھیائے ۵) سو ویدک شاستر
کی ریتی سے دیش کال ۔ دستو اور اپنے شریر کی پرکرتی ان سے انوکول وچار کر کے بھکش کرنا
چاہیئے ۔ انتھا نہیں جس سے بل ۔ بدھی ۔ پراکرم اور شریر میں نیروگیہ بڑھے ۔ ویسا پدارتھ
بھکش ہے ۔ سوئی ادکمت ویدک شسٹرت شاستروں میں لکھا ہے ۔ اور ابھکشیو گرامیہ
شوکر وابھکشیو گرامیہ ککٹا " اتیادک دہرم شاستر سے ابھکش کا نرنے کرنا ۔ کیوں کہ سور گاؤں کا
اور مرغا پرایہ مل ہی کھاتا ہے ۔ اسی کا پرنیام مانس ہوگا ۔ اس کے کھانے سے درگندہ شریر
میں ہوگا ۔ اس سے روگ ۔ اپتی کا سنبھو ہے اور چت بھی اپرسن ہو جائیگا ۔ ویسا ہی دہرم شاستر
کی ریتی ہیں ۔ مدا بھکش تتھا جتنے منتوں کے اپکارک پشو (ہیں) ان کا مانس ابھکش تتھا بنا
ہوم کے ان اور مانس بھی ابھکش ہے ۔

پرشن ۔ ایک جیو کو مار کر اگنی میں جلانا اور پھر کھانا یہ اچھی بات نہیں ۔ اور جیو کو پیڑا دینا کسی
کو اچھا نہیں ۔

اتر ۔ اس میں کیا کچھ پاپ ہوتا ہے ۔

پرشن ۔ پاپ ہی ہوتا ہے ۔ کیوں کہ جیووں کو پیڑا دے کے اپنا پیٹ بھرنا یہ دہرماتماؤں
کی ریتی نہیں ۔

اتر ۔ اچھا ایک جیو کو مارنے میں پیڑا ہوتی ہے سو سب ویوہاروں کو چھوڑ دینا چاہیئے ۔
کیوں کہ نتر کی چیشٹا سے بھی سو کشم وہ دائے جیووں کو پیڑا ادشیہ ہوتی ہے ۔ اور تمہارے
گھر میں کوئی منش چوری کرے تو تم لوگ بھی ادشیہ اس کو پیڑا دو گے ۔ اور مکھی ادک
بھوجن کے اوپر سے اُڑا دیتے ہو اس میں بھی اس کو پیڑا ہوتی ہے ۔ اور جو کچھ تم کھاتے
پیتے ۔ چلتے ۔ پھرتے اور بیٹھتے ہو اس ویوہار سے بھی بہت سے جیووں کو پیڑا ہوتی ہے ۔
اس سے تمہارا کہنا ویرتھ ہے ۔ کہ کسی جیو کو پیڑا دینا ۔

پرشن ۔ جس میں پرتیکش پیڑا ہوتی ہے ۔ ہم لوگ اس میں پاپ گنتے ہیں اپرتیکش میں

کبھی نہیں۔کیوں کہ اپرتکش میں پاپ گنیں تو ہمارا ویوہار نہ بنے۔

اتر۔ ایسے ہی آپ لوگ جائیں کہ جہاں اپنا مطلب ہو۔ وہاں تو پاپ نہیں گنتے ہو۔ یہ بات پکی سے دروودھ ہے اور کوئی مانس نہ کھائے تو جانور پکشی تیسہ (مچھلی) اور جل جنتو ہیں ۔ اتنے سب کہیں گنے ہو جائیں۔ پھر منشوں کو مارنے لگیں۔ اور کھیتوں میں دہان ہی نہ ہونے پاویں۔ پھر سب منشوں کے (جیوکا) نشٹ ہونے سے سب منش نشٹ ہو جائیں اور ویاگھر آدک مانس آہاری جیو بھی ان مرگ آدکوں کا بھکشن کرتے ہیں اور گائے آدکوں کا بھی پرنتو منش لوگوں کو چاہیے کہ گائے۔ بیل۔ بھینس۔ بھیڑ۔ بکری اور اونٹ ادک پشوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ کیوں کہ ان ہی سے سب منشوں کا اجیو کا چلتا ہے۔ جتنے دُگدھ ادگ پدارتھ ہوتے ہیں وے سب ادتم ہی ہوتے ہیں۔ اور ایک پشو سے بہت آجیو کا منشوں کی ہوتی ہے۔ مارنے سے جہاں سو منش ترپت ہوتے ہیں۔ اس گائے اوگ پشوؤں کے بیچ میں سے ایک گائے کی رکھشا سے دس ہزار منشوں کی رکھشا ہو سکتی ہے۔ اس سے ان پشوؤں کو کبھی نہ مارنا چاہیئے۔

پرشن۔ ان پشوؤں کے نہیں مارنے سے ان کے بہت ہونے سے سب پرتھوی بھر جائے گی۔ پھر بھی تو منشوں کی ہانی ہونے لگے گی۔

اتر۔ ایسا نہ کہنا چاہیئے۔کیوں کہ ویاگھر آدک جیوان کو ماریں گے اور کتنے روگوں سے بھی مریں گے۔ اس سے اتینت نہیں ہونے پادیں گے۔ اور پشوؤں کے مارنے سے پرتھوی ادک پدارتھ اور پشوؤں کی اپنتی بھی نشٹ ہو جاتی ہے اس سے جہاں جہاں گومیدھ ادک لکھے ہیں۔ وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ اس سے اس ابھپرائے سے نرمیدھ لکھا ہے۔ منش نر کو مارنا کہیں نہیں۔ کیوں کہ جیسی پشٹی بیل ادک نروں میں ہے ویسی استریوں میں نہیں ہے۔ اور ایک بیل سے ہزار ہا گائے گربھ وتی ہوتی ہیں اس سے ہانی بھی نہیں ہوتی۔ سوئی لکھا ہے "گوالونبدھ سوداگر یشائی" یہ برہمن کی شرتی ہے اس میں پولنگ

نرویشٹھ) سے یہ جانا جاتا ہے کہ بیل ادک کو مارنا۔ گائے کو نہیں۔ سو بھی گومیدہ ادک یگیوں
میں۔ اینہ نہیں کیوں کہ بیل ادک سے بھی منشوں کا بہت ادپکار ہوتا ہے اس سے ان
کی بھی رکھشا کرنی چاہیئے۔ اور جو بندھیا گائے ہوتی ہے اس کو بھی گومیدہ میں مارنا لکھا ہے
"ستھول پرشتی۔ مانگنے۔ دلوتم۔ انڈوا۔ ہومابھست"۔ یہ برہمن کی شرتی ہے۔ اس میں استری
لنگ اور ستھول پرشتی وشیش سے بندھیا گائے لی جاتی ہے۔ کیوں کہ بندھیا وگدہ ادر تیس
آدکوں کی اپتتی ہوتی نہیں۔ اور جو مانس نہ کھائے سو گھرت وگدہ ادکوں سے نرواہ کرے۔
کیوں کہ گھرت وگدہ ادکوں سے بھی بہت پشٹی ہوتی ہے۔ سو جو مانس کھائے۔ انتھوا گھرت
ادگوں سے وہ نرواہ کرے۔ وے بھی سب اگنی میں ہوم کے بنا نہ کھائیں۔ دیہی مطلب
منو ۵ کا ہے) کیوں کہ جیو کو مارنے کے سمے پیڑا ہوتی ہے اس سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہی
پھر جب اگنی میں وے ہوم کریں گے تب پرمانوں سے اوکت پرکار سب جیووں کو سکھ
پہونچے گا ایک جیو کو پیڑا سے پاپ بھیا تھا سو بھی تھوڑا سا گنا جائے گا انتھا نہیں۔ دیہی
مطلب یجر وید ۱۹/۲ کا ہے)

صفحہ ۵۷۔ وید۔ برہمن۔ اور سوتر پستکوں میں چار پرکار کے پدارتھ ہوم کے لکھے ہیں
ایک تو جس میں سوگندھ گن ہو جیسے کہ کستوری۔ کیسر ادک۔ اور دوسرا جس میں مشٹ
گن ہو جیسے کہ مصری۔ شکر آدی۔ اور تیسرا جس میں پشٹی کارک گن ہو جیسا کہ دودھ۔ گھی۔ اور
مانس آدک۔ اور چوتھا جس میں روگ نورتی کارک گن ہو جیسا کہ ویدک شاستر کی ریتی سے
سوم لتا ادک اوسدھیاں لکھی ہے۔

ستیارتھ پرکاش ودھی ۱۹۳۳ سمبت بکرمی

صفحہ ۱۱۔ جو چاہے کہ میرا بیٹا پنڈت۔ دشمنوں کو فتح کرنے والا۔ وید۔ ویدانگ کا پڑھنے
پڑھانے والا۔ اور تمام عمر بھو گنے والا ہو وہ گوشت کے ہمراہ بھات کو پکا کر کھا دے یعنی

عمدہ پلاؤ پکا کر کھاوے۔ (یہی مطلب برہدارانیشد کا ہے)

صفحہ ۲۴۔ غلہ وغیرہ کا خواہش مند گوسفند کے گوشت کا بھوجن کرے۔ اور دریا کا خواہشمند تیتر کا گوشت کھاوے۔

پنڈت لیکھرام اور گوشت

کلیات آریہ مسافر مطبوعہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۳ کالم ا۔ میں لیکھرام جی فرماتے ہیں کہ "قدیم زمانہ میں بھیڑی یا بکری کے چمڑے کے ورق بنا کر لکھتے تھے۔"

صفحہ ۱۵۵ کالم ا۔ شکنتلا کے حالات میں فرماتے ہیں کہ "ایک روز راجہ دشینت شکار کرتا ہوا اُدھر آنکلا۔"

پیارے بھائیو! ذرا غور کرو کہ جب زمانہ قدیم میں کاغذ نہیں تھا اور بکری یا بھیڑی کے چمڑے پر لکھنے پڑھنے کا قاعدہ تھا تب کیا دنیا میں دو ایک آدمی پڑھا لکھا تھا۔ یا ایک دو چمڑے سے کام چلتا ہوگا۔ بلکہ جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے پڑھنے کے لئے لاکھوں کروڑوں چمڑوں کی ضرورت ہوتی ہوگی کیوں کہ آپ اپنے ویدوں ہی کو دیکھ لیجئے کہ اس میں کس قدر ورق ہوں گے۔ پس ہر انسان اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ ضرور زمانہ قدیم میں گوشت خوری تھی جیسا کہ ابتک چلی آتی ہے۔ لہذا اس گوشت خوری کی بدولت چمڑہ کثرت سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ علاوہ اس کے شکار کا کھیلنا خود گوشت خوری کی دلیل ہے۔

رامائن اور گوشت

(مطبوعہ منشی نول کشور جنوری ۱۹۰۶ء)

بال کانڈ سرگ ۱۸۔ جس دیوتا کے لئے جس پشو کا مانس شاستر میں لکھا ہے ہون کئے گئے۔ تس کے بعد کوشلیا سے تین بار پوجا کرا کے گھوڑے کو ہاتھ سے اس

پرس کروا دیا۔ اس دن گھوڑے کا پوجن دن بھر ہیں سماپت (ختم) ہوا۔ اور راتری بھر راجہ دسرتھ و کوشلیا و دشوامتر اور کیکئی ہون کرتے اور کراتے والے سب کوئی جاگرن کرتے گئے۔ پراتھ کال اس گھوڑے کا انڈ کوش کاٹ لیا گیا اور گھی میں پبیٹ کر اگن کنڈ میں چھوڑا گیا اور راجہ دسرتھ نے گھران اس کی دھوم کا لیا۔ اور گھران لیتے ہوئے سب پاپ نشٹ ہو گئے۔ اور ایک ایک کنڈ پر سولہ سولہ برہمن تھے۔ اور گھوڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اگن کنڈ میں سو ہا کر دیا۔

اجودھیا کانڈ سرگ ۵۲۔ جانکی جی گنگا کا عبور کرتے وقت یوں فرماتی تھیں کہ ہے گنگا تمہاری پوجن کروں گی اور تم تینو لوک میں چلنے والی ہو اور سمندر کی بہار جا ہو جب آؤنگی رام چندر کو راج ہو گا تو ہزار گئو دان کراؤں گی اور برہمنوں کو بھوجن کراؤں گی۔ اور اینک گھڑے۔ مدارا۔ اور مانس یعنی گوشت نوید کروں گی۔

ایضاً۔ تب اُن دونوں بھائیوں نے یعنی رام چندر و لچھمن نے سور۔ رشی۔ پرشت۔ مہارام چار قسم کے بن پشیوں کو جو کھانے میں پاک پوتر ہیں مار کر کھایا۔ اور شام کو ان کا مانس کھا کر ایک درخت کے نیچے رہنے کو چلے گئے۔

ارینہ کانڈ ادھیائے ۳ے منتر ۱۴ و ۱۵۔ میں لکھا ہے کہ گوبند رام جی کو کہتے ہیں۔ اے رگھو آپ ان سندر رنیکھیوں پر گزارا کریں اور دھتا چکرا تو ٹنڈا اور زہلہ مچھلیوں کو کھا دیں۔

کسکنڈ کانڈ سرگ ۱۷۔ میں لکھا ہے کہ چھتریوں کو جو پانچ قسم کے جانور کھانے کے لایق ہیں وہ یہ ہیں کھرہا۔ ساہی۔ گینڈا۔ گوہ۔ کچھوا۔

راماین کے تمام حوالہ جات سے بھی گوشت سے ہون کرنا اور گوشت کھانا ثابت ہے چوں کہ اس میں بالکل صاف الفاظ میں ثبوت ہے اس لئے مجھ کو زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مہابھارت اور گوشت

دن پرب ادھیائے ۲۰۷۔ میں لکھا ہے کہ رت دیو راجہ نے یگیہ میں گائے کی قربانی کی۔

پوران اور گوشت

وشنو پوران مطبوعہ بنگ باسی ۱۹۵۶ بکرمی صفحہ ۳۱۳ و ۳۱۴ میں لکھا کہ گئو مانس سے پتر لوگ گیارہ ماہ تک ترپت رہتے ہیں۔

شنو پوران ادھیائے ۲۱ میں کوشک کے پتر گرگ رشی کے شاگردوں کا شرادھ میں گئو مانس کھانے کا ذکر آیا ہے۔

وشنو سنگھتا ادھیائے ۸۰ میں مختلف دیوتاؤں یا پتروں کے نام پر مختلف جانوروں کی قربانی اور ان کے مانس سے ان ان دیوتاؤں یا پتروں کا مختلف عرصہ تک ترپت رہنا بتایا گیا ہے۔

آپستمبہ سوتر۔ کے پرتھم پرشن کی پانچویں پٹل کی اٹھارہویں کانڈکا میں گائے کے مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔

میں نے اپنے ثبوت میں بارہ مستند اور معتبر کتابوں سے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ جن سے گوشت خوری بالکل ثابت ہے خاص کر پنڈت دیانند سرستی کی تصانیف نے تو سونے پر سہاگہ کا کام دیا ہے۔

دیگچی میں سے صرف دو چار چاول دیکھے جاتے ہیں مگر میں نے ضرورت سے بھی زیادہ حوالہ جات ایسے پیش کئے ہیں جن پر مجھ کو کسی روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ چونکہ میں شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ جو چیز مذہبی کتب میں کھانے کے قابل

لکھی ہے وہ قدرتاً جائز مانی جاوے گی۔ پس چوں کہ میں نے رگوید۔ سام وید۔ یجر وید۔ منوسمرتی اوپنشد۔ ایر وید وغیرہ کتب سے گوشت کا کھانا ثابت کر دیا ہے اس لئے گوشت انسان کی قدرتی غذا ثابت ہے۔ اب میں عقلی ثبوت پیش کرتا ہوں۔

عقلی ثبوت

پہلی دلیل

خداوند عالم نے اپنی خدائی کے ظاہر کرنے کے لئے موالید ثلٰثہ (جمادات نباتات۔ حیوانات) کو پیدا کیا اور اپنی خدائی کو ہویدا کیا جمادات پر نباتات کو اور نباتات پر حیوانات کو شرف بخشا۔ اور پھر حیوانات کی دو قسمیں کر کے حیوانات ناطق کو حیوانات مطلق پر فضیلت بخشی اور اشرف المخلوقات کا خطاب عطا فرمایا۔ ساتھ ہی اس کے اس حاکم حقیقی نے یہ بھی انتظام فرمایا کہ انسانوں میں بھی ایک کو دوسرے پر فوقیت رہی تاکہ انسان انسانی حکومت میں رہ کر اپنے پیدا کرنے والے کو نہ بھولے۔ جس سے کہ روز ازل میں الست بربکم کے جواب میں قالو بلیٰ کہہ آیا ہے۔ اگر وہ حاکم حقیقی ایسا نہ کرتا یعنی اطاعت و فرماں برداری کے لئے انسانوں کی گردنوں میں غلامی کا طوق نہ ڈالتا تو تمام انسان اپنے پیدا کرنے والے کے تمام احسانات فراموش کر کے عبدیت کا جوا اپنی گردنوں سے اوتار پھینکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمام آدمیوں کو ایک ہی حالت میں پیدا کرتا یعنی یا تو سب کو امیر ہی پیدا کرتا۔ یا سب کو غریب ہی پیدا کرتا تو تمام نظام عالم درہم و برہم ہو جاتا۔ کیوں کہ اگر سب کو امیر ہی پیدا کرتا تو کوئی شخص دوسرے شخص کے دکھ سکھ میں شریک نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی آدمی مزدوری یا خدمت کے لئے دستیاب ہوتا۔ بلکہ ہر فرد بشر دولت کے نشہ میں فرعون بے سامان نظر آتا۔ اور اپنے پیدا کرنے والے سے بے خبر ہو جاتا۔

اگر وہ سب کو غریب ہی پیدا کرتا تو بھی کوئی کسی کا کام نہیں کرتا۔ کیوں کہ سب غریب و نادار ہونے کی وجہ سے مزدوری نہیں دے سکتے اور بلا مزدوری کے کوئی کام نہیں کرتا کیوں کہ پیٹ کے لئے خدمت کی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ سب کے سب بھوکوں مر جاتے پس یہ ماننا پڑے گا کہ خداوند عالم نے ایک دوسرے کی ضروریات کے پورا کرنے اور رزق کو ان تک پہونچانے اور اپنی ربوبیت کا سبق دینے کے لئے نظام عالم کا ایسا انتظام فرمایا ہے کہ اس میں فرق ہی نہیں پڑ سکتا۔

چوں کہ انسان موالید ثلثہ میں اشرف المخلوقات ہے اور مسلمہ ہے کہ شروع دنیا میں انسان سے پہلے نباتات و جمادات اور حیوانات مطلق پیدا ہو چکے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعد میں اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ موالید ثلثہ سے اپنی تمام ضروریات کو پورا کر سکے۔ اور اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ چوں کہ انسان کو خداوند عالم نے عقل سے متمیز فرمایا ہے اس لئے وہ حلال و حرام جائز و ناجائز میں تمیز کر کے جو جمادات۔ نباتات حیوانات کھانے کے قابل ہیں ان کو کھاوے اور جو کھانے کے قابل نہیں ہے ان کو نہ کھاوے۔

اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے کہ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسانو! جو کچھ زمین پر وہ سب ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے یہی بات منوجی نے دھرم شاستر ادھیائے ۵ منتر ۲۸ ۔ میں فرمایا ہے کہ ساکن و متحرک جتنی چیزیں دنیا میں ہیں وہ سب جان کی غذا ہیں۔ پس جب کہ یہ مسلمہ ہے کہ موالید ثلثہ انسان (جان) کی غذا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ انسان نباتات کو کھاوے اور حیوانات کو نہ کھاوے۔ چوں کہ انسان اشرف المخلوقات اور سب پر قابض و متصرف ہے۔ اس لئے انسان کو جائز حیوانات کو کھانا چاہیئے۔ علاوہ اس کے جب کہ روحانیت حیوانات میں بھی ہے اور نباتات میں بھی تو کیا وجہ ہے کہ نباتات کو کھاوے اور حیوانات کو ترک کیا جاوے۔ پس بدیں خیال اگر نباتات کو کھایا جاوے تو حیوانات مطلق جو کھانے کے قابل

ہیں ضرور کھانا چاہئے۔ اور گوشت انسان کی قدرتی غذا ثابت ہے۔

دلیل دویم

حیوانات میں بعض جانور ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی ڈاڑہیں ہوتی ہیں مگر دانت نہیں ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے دانت بھی ہوتے ہیں اور ڈاڑہیں بھی بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کے نوکدار دانت یا ناخون ہوتے ہیں اور دیگر دانت وغیرہ بھی۔ موخرالذکر جانوران میں بعض قطعی گوشت خور ہوتے ہیں اور بعض گوشت خور اور پھل خور بھی ہوتے ہیں۔ مگر جب ہم حضرت انسان کی حالت پر غور کرتے ہیں تو وہ اُن کے ڈاڑہیں بھی ہیں اور دانت چپٹے اور نوکدار بھی موجود ہیں جن کو کونچیں کہتے ہیں۔ چون کہ انسان کو پروردگار عالم نے ایسی وضع و قطع پر پیدا کیا ہے کہ وہ تمام صفات جو فرداً فرداً جملہ حیوانات کو عطا کئے ہیں وہ مجملاً اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائے ہیں۔ اس لئے مقتضائے قدرت یہی ہے کہ انسان پھل پھول۔ ساگ پات وغیرہ بھی کھاوے اور گوشت بھی کھاوے پس انسان گوشت خور قدرتاً ہے۔

دلیل سویم

جب کہ ہم موالید ثلٰثہ کی خوراک پر غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان قدرتاً گوشت خور ہے کیوں کہ جب ہم جمادات کو دیکھتے ہیں کہ اُس کی غذا جمادات۔ نباتات۔ حیوانات ہیں یعنی جس قدر مٹی۔ لکڑی۔ جانوران کی ہڈی جو کچھ بھی پہاڑوں پر یا کانوں میں پہونچ گیا وہ چند روز میں جمادات ہو جاتا ہے۔ کسی نے خوب لکھا ہے "ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد"۔ نباتات کی غذا بھی اللہ تعالیٰ نے اُن کے حسب مزاج مقرر فرمائی ہے۔ بعض درخت ایسے ہیں کہ وہ میلے کے کھاد سے نشو و نما پاتے ہیں۔ بعض درخت ایسے ہیں جو میلے کی کھاد سے خشک ہو جاتے ہیں۔ بعض بعض درخت ایسے بھی ہیں کہ وہ نباتات کے ہی کھاد سے پرورش

پاتے ہیں۔ بعض کھاد یعنی نمکین مٹی و راکھ سے۔ بعض ہڈی کے کھاد سے اور خون کی سنچائی سے
تروتازہ رہتے ہیں۔ بعض درخت صرف ہوا سے اور بعض درخت صرف پانی سے ہی پرورش
پاتے ہیں۔ یہ تمام اختلافات محض مختلف عادات وخواص ہونے کی وجہ سے ہیں۔ اس لئے
ان کے لئے غذا اور وقت بھی قدرت نے مختلف اور جداگانہ مقرر کئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
بعض درخت ایسے بھی ہیں کہ جو گوشت خور ہیں مثلاً۔

(۱) جیالوجسٹ صاحب بہادر نے جو افریقہ میں علم جیالوجی کی تحقیقات کی غرض سے سفر کر رہے تھے
ایک واقعہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک روز میں صبح کے وقت جنگل میں جا رہا تھا اور میرا کتا
بھی میرے پیچھے چلا آتا تھا۔ تھوڑی دور چل کر دفعتاً کتے کے چلانے چیخنے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا
کہ کتا ایک درخت کی جڑ میں اُلجھا پڑا ہے اور ایک شاخ کتے کی گردن میں لپٹی ہے میں نے
چاقو سے اُس شاخ کو کاٹ کر رہائی دی۔ مگر اس عرصہ میں کتے کی گردن کی کھال چھل گئی اور شاخ
نے اس کا خون چوس لیا تھا۔

(۲) افریقہ میں اور ہندوستان میں گنگا کے کنارے بھی ایسے درخت اکثر پائے گئے ہیں جس
کو انگریزی میں فلائی ٹریپ (   ) کہتے ہیں جہاں اس کے پتے پر مکھی بیٹھی اور پتہ
فوراً سمٹ کر بند ہو گیا۔

(۳) ناگ چمپا کا بھی یہی حال ہے کہ اس کا پھول کٹورے کی مانند ہوتا ہے اور نہایت خوشبودار
ہوتا ہے اس کے نیچے اکثر سانپ پائے جاتے ہیں۔ بھونرا۔ مکھی یا اور کوئی اس قسم کا جانور جب
اس پھول پر آکر بیٹھا فوراً پھول بند ہو گیا۔

(۴) بحیرہ الکابل۔ افریقہ۔ امریکہ میں بھی ایک درخت ہے کہ وہاں کے وحشی باشندے اپنے
مردے بجائے دفن کرنے یا جلانے کے اسی درخت کے پاس چھوڑ دیتے ہیں اور پتے
نعش پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور گوشت و پوست سب صاف کر دیتے ہیں۔

(۵) انگور کے درخت کے لئے بھی یہی کہا جاتا ہے کہ وہ خون سے سینچا جاتا ہے اور اسی سے

جلد سرسبز ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ نباتات کی غذا بھی جمادات۔ نباتات۔ حیوانات ہیں۔ اسی طرح حیوانات کی غذا بھی مثل نباتات مختلف ہے کیوں کہ جس طرح سے نباتات کے خواص و عادات مختلف ہیں اسی طرح سے حیوانات کے بھی مزاج و خواص جداگانہ ہیں۔ حیوانات میں بعض ایسے بھی ہیں کہ جو صرف جمادات خور ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جو صرف نباتات خور ہیں بعض ایسے بھی ہیں کہ جو صرف گوشت خور ہیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہیں کہ جو گوشت خور بھی ہیں۔ اور نباتات خور بھی غرض یہ کہ ان تمام باتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حیوانات کی غذا جمادات۔ نباتات۔ حیوانات ہیں۔ چوں کہ انسان بھی حیوان ناطق ہے اور ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ جملہ صفات حیوانی انسان میں موجود ہیں۔ اس لئے انسان کی بھی قدرتی غذا نباتات۔ جمادات اور حیوانات ہیں۔ اس لئے انسان قدرتاً گوشت خور ہے۔

دلیل چہارم

ممکن ہے کہ میرے قابل دوست کو دلیل سوم پر یہ اعتراض ہو کہ جب آدمی کی قدرتی غذا گوشت ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ کوئی کھاتا ہے اور کوئی نہیں۔ بعض آدمیوں کا نہ کھانا قدرتی غذا نہ ہونے کی دلیل ہے اس کے متعلق ذیل میں عرض ہے۔

پنڈت دیانند سرستی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۹۸ء باب ۸ صفحہ ۱۵۵۔ پر فرماتے ہیں کہ "تمام اجسام دنیا پرکرتی (مادہ) سے بنے ہیں"۔ اور صفحہ ۵۶ پر فرماتے ہیں کہ "پرکرتی ست۔ رج۔ تم کے مجموعہ کو کہتے ہیں"

ست۔ رج۔ تم۔ یہ تینوں صفات پرمیشور کی ہیں۔ ست سچائی کو کہتے ہیں۔ رج خواہشات شہوانی کو۔ اور تم۔ غصہ۔ بہادری۔ خونخواری کو کہتے ہیں۔ پس انسانی پرکرت بالخصوص میں یہ تینوں صفات قدرتاً موجود ہیں۔ چون کہ۔ تم۔ صفت خونخواری ہے اور خونخواری گوشت

خوری کی دلیل ہے لہذا اس لئے انسان قدرتاً گوشت خور ہے جس طرح سے کہ گائے بھینس وغیرہ جانور گوشت نہیں کھاتے ہیں۔ اگر اُن کو بجائے گھاس وغیرہ کے گوشت دیا جاوے تو وہ بھوکوں کے مارے مرجانا گوارا کریں گے مگر گوشت ہرگز نہیں کھائیں گے۔ اسی طرح ایک انسان کو جو گوشت خور نہیں ہے بجائے دال روٹی کے صرف گوشت پکا ہوا دیا جاوے تو وہ چاہے اوس وقت نہ کھاوے مگر جب جان پر بنے گی تو وہ ضرور گوشت کھائے گا۔ پس جب اس نے گوشت کھالیا تو یہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔ علاوہ اس کے ہم تمام دنیا کے شہر و قصبہ اور گاؤں تک میں گوشت خور دیکھتے ہیں تو چند آدمیوں کے گوشت نہ کھانے سے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے بلکہ ضرور کہا سکتا ہے کہ انسان گوشت خور ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ چند آدمی گوشت نہیں کھاتے اس لئے انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے اس کے لیئے یوں سمجھیئے کہ تمام ضروریات کھانے پینے۔ کام کاج۔ وغیرہ وغیرہ کا دارمدار بر کثرت یا نفرت یا طبیعت انسان پر ہے۔ کیوں کہ آدمی کی طبیعت جس چیز کے کھانے کو چاہے گی وہ کھاوے گا۔ اور جس چیز کے کھانے کو نہیں چاہے گی۔ اوس کو نہیں کھاوے گا۔ کیوں کہ اگر کوئی شخص طبیعت کے خلاف کوئی چیز کھا بھی لے تو اس کا معدہ قبول نہیں کرے گا اور وہ اُس کو معاً قے کردے گا۔ بعض اتفاقات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ انسان جس چیز کو روز مرہ کھاتا رہتا ہے اور وہ مذہباً ممنوع بھی نہیں ہے مگر خود بخود طبیعت اوس سے نفرت کرجاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے نام سے طبیعت بگڑنے لگتی ہے۔ مثلاً بعض آدمی ارہر کی دال بعض مونگ کی دال۔ بعض بعض بیگن۔ بھینڈی۔ وغیرہ وغیرہ قطعی نہیں کھاتے ہیں۔ کیوں کہ اُن کی طبیعت کسی وجہ سے مذکورہ بالا اشیاء سے نفرت کرگئی ہے۔ حالانکہ مذہباً یا قدرتاً اُن کو کھانے کی ممانعت نہیں ہے تو کیا اس کے یہ معنی ہوسکتے ہیں کہ ارہر مونگ کی دال بیگن۔ بھنڈی وغیرہ انسان کی قدرتی غذا نہیں ہیں۔ اور اس کو نہیں

کھانا چاہئے۔ کوئی عقلمند اور سمجھدار شخص ایسے معنی ہرگز نہیں کرسکتا ہے۔ پس بعینہ یہی مثال ان چند اشخاص کی ہے جو گوشت نہیں کھاتے ہیں۔ پس چند آدمیوں کا تمام دنیا کے مقابلہ میں گوشت نہ کھانا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے۔ بلکہ اس بات پر شاہد و صادق ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ کیوں کہ اُن کا مذہب تو اجازت دیتا ہے مگر ان کی پرکرت یا سرشت یا طبیعت اُس کے کھانے پر راغب نہیں کرتی ہے۔

دلیل پنجم

ہمارے دوست کو یہ تسلیم ہے کہ پرکرتی یا مادہ سے نباتات و حیوانات کا جسم بنتا ہے اور نباتات و حیوانات میں روحانیت موجود ہے اس لئے حیوانات و نباتات کی یکساں حالت ہے کیوں کہ دونوں میں روحانیت و مادیت موجود ہے۔

اگر میرے دوست یہ فرمادیں کہ حیوانات کو ذبح کرنے میں تکلیف ہوتی ہے اور نباتات کو نہیں ہوتی ہے یہ لالہ جی کی بھول ہے اور عدم واقفیت کی دلیل ہے ان کو دھرم شاستر کے ۴۹/۱ میں منوجی فرماتے ہیں کہ ان میں {۴۸ استھاور (ساکن) او بھج (وہ درخت جو زمین توڑ کر نکلتے ہیں)، ۷ بنس پت۔ برکش (درخت)، ۸ گچھ (جن میں جڑ لٹا سے نکلتی ہے) گلم (جن میں جڑ ایک ہے اور ریشہ بہت نکلتے ہیں)، پرتانا (جن میں سوت ہوتا ہے) جلی (گرچ یا گلو)} میں تموگن ہوتا ہے۔ اس سبب سے سکھ دکھ کا گیان اندر ہی اندر رہتا ہے۔

اور دھرم شاستر کے ۲۸۵/۸ میں منوجی فرماتے ہیں "کہ تمام درختوں کا جیسا جیسا تصرف کرے ویسا ویسا ڈنڈ یا دے مارنے میں ویسا ہی جاننا یہ شاستر کا حکم ہے

لیجئے جناب آپ کی دھرم شاستر ہی نے فیصلہ کر دیا۔ جس قدر نباتات ہیں ان میں روحانیت ہونے کی وجہ۔ دکھ سکھ کا گیان رہتا ہے اور نباتات کے تصرف میں لانے سے ویسا ہی ڈنڈ یا جرمانہ یا پرائشچت (کفارہ) ہے جیسا کہ جیو کے مارنے میں ہوتا ہے (پرائشچت کے لئے

دیکھو منو ۱۴۲/۱۴۳ دکھ سکھ کی بابت نہ حیوان کہہ سکتے ہیں نہ نباتات کیوں کہ قوت گویائی کسی میں بھی نہیں ہے البتہ آواز ہے سو دونوں میں موجود ہے کیوں کہ جب حیوان کو ذبح کیا جاتا ہے تب وہ آواز دیتا ہے اور جب نباتات کو توڑا جاتا ہے تو وہ بھی آواز دیتا ہے پس جب نباتات کا کھانا جائز و درست ہے تو بلحاظ روحانیت و مادیت کے حیوانات کا کھانا بھی قدرتاً جائز و درست ہے ورنہ دونوں کا نہیں ہے۔

دلیل ششم

سکھ دکھ اور روحانیت کو قطع نظر کر کے دیکھئے تو جس مادہ سے نباتات بنے ہیں اُسی مادہ سے حیوانات بنے ہیں نباتات اُکھاڑنے کے بعد اور حیوانات ذبح کرنے کے بعد مادیت کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور قدرت نے دونوں کو ایک ہی چیز سے بنایا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ نباتات کو کھایا جاوے اور حیوانات کو نہ کھایا جاوے بلکہ قدرت کا تقاضا یہ ہے کہ جب دونوں ایک ہی چیز سے بنے ہیں اور اُکھاڑنے و ذبح کرنے کے بعد دونوں ایک حالت میں رہ جاتے ہیں تو قدرتاً دونوں کو کھانا چاہیئے۔ پس یوں بھی انسان قدرتاً گوشت خور ہے۔

دلیل ہفتم

چونکہ انسان کا معدہ کمزور اور بے خار ہوتا ہے اور اس میں زیادہ گرمی نہیں ہوتی ہے اس لئے وہ جمادات کو سخت اور بھاری ہونے کی وجہ سے ہضم نہیں کر سکتا اور نہ انسان میں اس قدر طاقت ہے کہ وہ ہضم کر سکے پس جمادات انسان کی غذا نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ گاہے گاہے اور بقدر ضرورت بطور دوا کے جمادات کو استعمال کر سکتا ہے۔ البتہ غذا ہلکی اور پکنے کے بعد معدہ میں جا کر ہضم ہو جاتی ہے اس لئے وہ انسانی غذا

کھلائی جا سکتی ہے لیکن انسان نباتات کو یا یوں سمجھے کہ فرداً فرداً نباتات کو ہر حالت وہر موسم میں ہمیشہ استعمال نہیں کر سکتا۔

اول فصل خریف کو لیجئے اس میں مکا۔ جوار۔ باجرا۔ وغیرہ وغیرہ ایسے ہیں کہ جو انسان استعمال کر سکتے ہیں مگر مکا وجوار سرد ہونے کی وجہ سے عام انسان موسم سرما میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں اسی طرح سے باجرہ گرم ہونے کی وجہ سے موسم گرما میں عام طور پر نہیں کھایا جاتا۔ اسی طرح سے دیگر اجناس کو سمجھئے۔ بلکہ دیگر اجناس زیادہ تر دالوں کی صورت میں روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ وہ بھی گاہے گاہے۔ اسی طرح سے فصل ربیع میں گیہوں۔ جو۔ چنا۔ مٹر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں منجملہ مذکورہ فصل ربیع کی اجناس میں سے گیہوں ضرور ایسا ہے کہ انسان اس کو ہر حالت وموسم میں استعمال کر سکتا ہے کیوں کہ وہ معتدل وزود ہضم ہے بقیہ اجناس دیر ہضم اور سخت ہیں علاوہ اس کے گرم بھی ہیں۔

چوں کہ گیہوں خشک ہونے کی وجہ سے تنہا نہیں کھایا جا سکتا ہے اس لئے اس کے ساتھ کھانے کے لئے کسی دوسری چیز جو رقیق ہو اُس کی بھی ضرورت ہے جس کی وجہ سے گیہوں کی روٹی آسانی سے کھائی جا سکے۔ اور معدہ میں رقیق چیز کی وجہ سے جلد ہضم ہو جاوے۔

اللہ تعالےٰ نے طرح طرح کے ساگ پات۔ پھل پھول ہر قسم کی ترکاریاں پیدا کی ہیں۔ اور انسان اناج کو بھی مثل ترکاریوں کے دال کی صورت میں روٹی کے ساتھ کھاتا ہے۔ لیکن ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ پروردگار عالم نے مثل گیہوں کے کوئی چیز یعنی ساگ پات۔ ترکاری یا دال یا حیوانات میں سے کوئی بھی ایسی پیدا کی ہے کہ جو گیہوں کی روٹی کے ساتھ ہمیشہ اور ہر حالت وموسم میں کھائی جا سکے۔

پالک۔ سویا۔ میتھی۔ بھنڈی۔ بیگن۔ ترئی۔ لوکی۔ شلجم۔ مولی۔ آلو۔ گوبھی۔ گھیا وغیرہ وغیرہ تمام ساگ پات۔ ترکاریاں۔ ایسی ہیں کہ جو اپنے وقت پر چند روز کے لئے پیدا ہوتی

ہیں۔ اور کوئی ساگ پات یا ترکاری ایسی نہیں ہے جو ہمیشہ رہے یا کھائی جاسکے۔ علاوہ اس کے اگر ان ترکاریوں میں سے کسی کو عرصہ تک استعمال کیا جاوے تو انسان طرح طرح کی امراض میں مبتلا ہو جاوے۔ کیوں کہ کوئی رطوبت پیدا کرتی ہے تو کوئی بادی ہے کوئی قابض ہے تو کوئی گرم خشک ہے۔ غرض یہ کہ انسان کسی ترکاری کو لگاتار عرصہ تک نہیں کھا سکتا ہے اور نہ انسان کی طبیعت ایک ہی ترکاری گوارا کرے گی۔ یہی حال دالوں کا ہے کہ ارد کی دال بادی ہے۔ ارہر مسور کی دال گرم ہے پس انسان اون کو ہر موسم و حالت میں ہمیشہ استعمال نہیں کر سکتا۔ رہی مونگ کی دال وہ تو بدرجہ مجبوری بیماری وغیرہ میں کھائی جاتی ہے۔ چہ جائیکہ ہمیشہ۔ بہر حال کسی پہلو غور کیجئے ساگ یا ترکاری یا دال وغیرہ میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہیں کہ جو ہمیشہ اور ہر حالت و موسم میں استعمال ہو سکیں۔ اب رہے حیوانات۔ اُن میں سے زیادہ تر چرند و پرند مثل نباتات کے کھائے جا سکتے ہیں۔ اور وہ بمقابلہ ساگ و ترکاریوں وغیرہ کے زود ہضم اور بے ضرر ہیں۔ تمام حکماء یونانی و مصرانی متفق الرائے ہیں کہ بکری کا گوشت تمام حیوانات میں اعلیٰ وطاقت ور اور ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ اور حیوانات میں سے کچھ مذہباً یا قدرتاً ممنوع ہیں کیوں کہ اُن کے کھانے سے طبیعت میں خراب اثر ہوتا ہے۔ بعض کا گوشت گرم خشک۔ بادی ہونے کی وجہ سے ہر حالت و موسم میں ہمیشہ استعمال نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر اپنے اپنے وقت۔ موقعہ پر مثل ساگ و ترکاریوں کے نہایت مفید ہیں۔ پس بکری کا گوشت ایسا ہے کہ جس کو انسان ہر موسم و ہر حالت میں ہمیشہ استعمال کر سکتا ہے پھر لطف یہ کہ ہر قسم کا مزاج والا استعمال کر سکتا ہے۔ تجربہ و مشاہدہ کی بنا پر بھی کہا جا سکتا ہے کہ گیہوں کی روٹی کے ساتھ ہمیشہ اور ہر موسم و حالت میں انسان استعمال کرتا رہے تب بھی کبھی طبیعت گوشت سے نہیں اکتاتی۔ اور بکری کا گوشت کسی حالت میں نقصان رساں نہیں۔ پس جب کہ گوشت گیہوں کی روٹی کے ساتھ ہمیشہ و ہر حالت و موسم میں اور ہر مزاج والا استعمال کر سکتا ہے اور طبیعت کبھی دل برداشتہ نہیں ہوتی ایسی حالت میں گوشت

انسان کی قدرتی غذا پائی جاتی ہے۔

دلیل ہشتم

اب میں آپ کی توجہ قدرت کی طرف دلاتا ہوں کہ وہ قدرت جاندار کو شروع میں جب کہ وہ انسان یا حیوان کے حوالہ نہیں کیا گیا یعنی پیدائش سے پہلے کس طرح پرورش کرتی ہے۔

جس وقت عورت حاملہ ہوتی ہے تو اُس کا خون حیض (ماسک دہرم) بند ہو جاتا ہے۔ اور اس سے شکم مادر میں بچہ کی پرورش ہوتی ہے نو ماہ تک یا کچھ کم وبیش برابر خون حیض سے بچہ کی پرورش ہوتی رہتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب وہی خون جس سے ماں کے پیٹ میں بچہ کی پرورش ہوتی تھی دودھ کی شکل میں قدرت منتقل کر دیتی ہے۔ یعنی پھر اُس حیض کے خون سے دودھ بننے لگتا ہے۔ اور بچہ کی پرورش اُسی خون سے جو دودھ کی شکل میں منتقل ہوگیا ہے ہونے لگتی ہے۔ جب تک بچہ دودھ پیتا رہتا ہے برابر حیض بند رہتا ہے۔ مگر جب بچہ جس قدر کھانے لگتا ہے اُسی قدر حیض بھی جاری ہو جاتا ہے۔ یعنی جس قدر بچہ دودھ کم پیتا ہے اسی قدر زیادہ حیض جاری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد اصلی حالت میں جاری ہونے لگتا ہے یہ ہے قدرت کا منشا کہ انسان کی پرورش شروع سے آخیر تک خون وگوشت سے ہو۔

اس موقعہ پر لالہ گنگا سہائے تو بولے نہیں مگر اُن کے ایک حمایتی حکیم چندر دت صاحب شرما شاہجہاں پوری فوراً بول اُٹھے کہ پیٹ میں بچہ کی پرورش خون سے نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ عورت جو غذا کھاتی ہے اُس سے بچہ کی پرورش ہوتی ہے اور اسی طرح بعد وضع حمل بھی دودھ بھی عورت کی غذا سے بنتا ہے حیض کے خون سے نہیں بنتا ہے۔

اس اعتراض پر ہمارے لالہ گنگا سہائے و نیز اُن کی پارٹی والے بہت خوش ہوئے۔

میں نے اس کے جواب میں حکیم صاحب کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ مجھ کو اب پر وینز آپ کی حکمت پر بہت افسوس ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے کسی منتہی حکیم سے حکمت نہیں پڑھی ہے بلکہ دوائیاں بیچتے بیچتے حکیم بن بیٹھے ہیں ورنہ ایسا بیہودہ اعتراض نہ کر بیٹھتے۔ اگر جناب نے حکمت پڑھی ہے تو فرما دیجئے کہ حمل قرار پانے کے بعد حیض کا خون کیوں بند ہو جاتا ہے اور وہ خون پھر کہاں جاتا ہے اور چوں کہ یہ مسلمہ ہے کہ جس عورت کا حیض علاوہ حمل کے بند ہو جاتا ہے وہ عورت سخت بیمار ہو جاتی ہے حتیٰ کہ قریب المرگ ہو جاتی ہے جب تک کہ حیض جاری نہ ہو جاوے عورت صحت یاب نہیں ہوتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورت باوجود حیض بند ہو جانے کے جب کہ وہ خون حیض بچہ کی پرورش میں بھی نہ لگے اور نہ ہی وہ خارج ہو وے تو عورت بیمار کیوں نہیں ہوتی ہے۔

اب حکیم صاحب کھو گئے۔ جواب ہی نہیں دیتے ہیں۔ زیادہ اصرار پر صرف اس قدر فرمایا کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ خون حیض کہاں جاتا ہے اور کیوں بند ہو جاتا ہے مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اس بچہ کی پرورش خون حیض سے نہیں ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد کوئی جواب نہیں دیا۔

حکیم صاحب کے اس جواب پر سامعین سخت متحیر تھے کہ حکیم صاحب جواب تک نہ دے سکے۔ میں نے لالہ گنگا سہائے کی پارٹی والوں سے کہا کہ بھائیو تم لوگ حکیم صاحب کے اعتراض پر خوش ہو رہے تھے اب مہربانی فرما کر حکیم صاحب سے میری باتوں کا جواب تو لو۔ تاکہ تم کو حقیقت تو معلوم ہو جاوے کہ واقعی میں غلطی پر ہوں یا حکیم صاحب مغالطہ دے رہے ہیں۔ اب تمام لوگ دم بخود ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حکیم صاحب قصور معاف دوائیاں بیچنا اور بات ہے اور حکمت کرنا اور بات ہے۔ گدھے پر کتابیں لادنے سے وہ فاضل عالم نہیں ہو جاتا ہے۔ بھائیو! دعوے بے دلیل یا ثبوت کے ماننے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ پس جب کہ حکیم صاحب

ف۱ یہ امر واقعہ ہے کہ حکیم صاحب دوائیاں ہی بیچتے بیچتے حکیم ہو گئے ہیں۔ دریافت سے ثابت ہوا ہے۔ ۱۲

کے پاس اپنے اعتراض کا کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہے تو وہ اعتراض بھی فضول اور بے کار ہے۔ پس یہ ماننا پڑے گا کہ بچہ کی پرورش حیض کے خون سے ہوتی ہے۔

میں اس موقعہ پر یہ عرض کروں گا کہ یا تو حکیم حکمت سے قطعی ناواقف ہیں اگر وقوف ہے بھی تو تعصب کے جوش میں ایسا لغو دعوے کر بیٹھے ہیں۔ اگر پیارے سامعین غور سے بہ چشم انصاف دیکھیں تو میری یہ دلیل انسان کے گوشت خور ہونے کی نہایت معقول دلیل ہے۔

اب ذرا یہ امر غور طلب ہے کہ جب انسان کی ابتدائے پرورش خون سے ہوتی ہے اور خون ہی سے گوشت بنتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان گوشت نہ کھاوے۔ لہذا گوشت ضرور انسان کی قدرتی غذا ہے بلکہ گوشت کا کھانا انسان کی ابتدائی پرورش دیکھتے ہوئے قدرت کے عین موافق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب جائز گوشت کھانے کی اجازت دیتا ہے۔

دلیل نہم

پیارے سامعین آپ صاحبان میں سے بہت ایسے ہوں گے جنہوں نے انڈہ کھایا نہ ہوگا مگر دیکھا ضرور ہوگا۔ آپ کو خیال ہوگا کہ اس کے اندر دو چیزیں ایک سفید دوسری زرد رنگ کی ہوتی ہے۔ اور تیسری کوئی چیز کسی رنگ کی نہیں ہوتی ہے اس موقعہ پر جملہ صاحبان کو قدرت پر ذرا غور وتدبر کرنے کی ضرورت ہے کہ قدرت انڈے کے اندر جو کہ چاروں طرف سے بند ہے غذا کا کیا انتظام کرتی ہے۔ اور مخصوص حکیم صاحب غور فرمائیں۔

دیکھئے جس وقت پرند انڈوں کو داب کر بیٹھتا ہے تو اس میں گرمی پہونچتی ہے۔ گرمی کی وجہ سے زرد رنگ کی چیز سے بچہ بنتا ہے لیکن بچہ کی پرورش کے لئے بھی غذا کی ضرورت ہے۔ بغیر غذا کے بچہ پرورش نہیں پا سکتا ہے لہذا قدرت سفید رنگ والی چیز کو جو انڈے کے اندر

موجود ہے۔ خون سے تبدیل کر دیتی ہے اور اس سے بچہ کی پرورش ہوتی ہے۔ جب بچہ مکمل ہو جاتا ہے تب ہی خون بھی ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا بچہ اندر سے انڈے کو توڑ کر باہر آجاتا ہے۔

پیارے بھائیو! ذرا غور کرو اور دیکھو کہ قدرت کا منشا یہی ہے کہ جس طرح سے انسان کی ابتدائی پرورش خون سے ہوتی رہی ہے اسی طرح انسان خون سے بنے ہوئے گوشت کو اپنی زندگی میں کھاوے۔ البتہ گوشت کا نہ کھانا ضرور قانون قدرت کے خلاف ہے۔

دلیل دہم

اب ہم کو اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ واقعی گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے"۔

قدرت نے ہر انسان کے اندر کم و بیش ایک ایسا مادہ یا قوت رکھی ہے جس سے انسان مشکل سے مشکل معاملہ کو آسانی کے ساتھ حل کر سکتا ہے اسی کو ہم عقل یا بدھی کہتے ہیں۔ لہذا ہم اپنی عقل سے کام لیں کہ وہ اس معاملہ میں ہماری کیا رہبری کرتی ہے۔

جب ہم موالید ثلثہ اور اس کی غذاؤں کو دیکھتے ہیں اُن کی پرکرت یا سرشت اور امزجہ پر غور کرتے ہیں، مذہبی کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہیں۔ تو ہم اسی نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ انسان کی قدرتی غذا گوشت ہے۔ یہی سبق ہم کو قدرت بھی دیتی ہے۔ کیوں کہ اگر قدرت کا منشا یہ ہوتا کہ انسان گوشت نہ کھاوے تو دو باتیں ضرور ہی مشاہدہ میں آتیں۔ اول یہ کہ جنیں یعنی رحم کے اندر بچہ کی پرورش خون کے بجائے گھاس پھوس یا اناج وغیرہ سے ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اگر انسان کسی وقت بھی جان بوجھ کر یا غلطی سے گوشت کو کھاوے تو اس کو اسی وقت وہ بذریعہ قے کے ڈال دینا چاہیئے۔ جیسا کہ بال یا مکھی وغیرہ کے کھانے سے انسان فوراً ڈال دیتا ہے۔ لیکن یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ کیوں کہ بچہ کی پرورش بھی خون سے ہوتی ہے اور جو انسان گوشت بھی کھاوے تو اُس کو اُس کا معدہ قبول کر لیتا ہے۔ ایک بات یہاں

پر مجھ کو یاد آئی ہے اس کو ضرور عرض کروں گا۔ ایک سیٹھ تھے اُن کے یہاں ایک رسوئیا تھا جب وہ مر گیا تو سیٹھ جی نے دوسرے رسوئیا کا انتظام کیا مگر دو چار روز سے زیادہ کوئی رسوئیا نہ ٹھہرتا تھا بلکہ وہ علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔ اس کے ذمہ الزام یہ تھا کہ کھانا اچھا نہیں پکاتا ہے۔ جب یہ خبر زیادہ مشہور ہوئی تو ایک برہمن دیوتا نے آکر نوکری کی۔ اس کے ہاتھ کا کھانا پسند آیا۔ اس نے تنخواہ کافی چارج کی۔ چوں کہ وہ کھانا اچھا پکاتا تھا لہذا اس کے حسب دلخواہ تنخواہ دی گئی۔ ایک روز سیٹھ جی کھانا کھا رہے تھے کہ دال ماش جو کہ تھالی میں تھی اس میں کنکری سی معلوم ہوئی۔ دال سے علیحدہ کر کے جو دیکھا تو وہ پتھر سا معلوم ہوا جب ہاتھ میں لے کر دیکھا تو ہڈی کا ٹکڑا تھا۔ سیٹھ جی رسوئیا پر بہت ناخوش ہوئے کہ تو نے دھرم بگاڑ دیا۔ رسوئیا نے کہا کہ یہ بات سوائے میرے اور آپ کے کسی تیسرے کو نہیں معلوم ہے اگر آپ مجھ سے ناخوش ہیں تو میں گھر کو جاتا ہوں۔ آپ دوسرے کا انتظام کر لیں۔ اگر آپ کو عمدہ اور لذیذ کھانا کھانا ہے تو اسی طرح سے مل سکتا ہے۔ جب وہ رسوئیا چلنے لگا تو سیٹھ جی گھبرائے کہ یہ چلا جاوے گا۔ تو عمدہ کھانا نہیں ملے گا۔ سیٹھ جی نے رسوئیا کو آواز دی اور کہا کہ مہاراج آپ ناخوش ہو گئے میں نے تو اس لئے کہا ہے کہ آپ اس طرح سے نہ بنایا کریں کہ ہم کو معلوم ہو یعنی بالکل صاف کر لیا کریں لہذا دو روپیہ آپ کی تنخواہ اور بڑھا دی گئی عمدہ کھانا بنایا کرو۔ لہذا وہ رسوئیا بکری کے گوشت کے آب جوش میں برابر دال ماش بناتا رہا اور سیٹھ جی کھاتے رہے۔

میرے اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ اگر فی الواقع انسان قدرتاً گوشت خور نہ ہوتا تو ضروری بات تھی کہ سیٹھ جی کا معدہ اس غذا کو ہرگز قبول نہیں کرتا جس میں گوشت کا جزو ملا ہوتا۔ مگر سیٹھ جی برابر کھاتے رہے اور پھر علم ہو جانے پر بھی کھاتے رہے اور معدہ برابر علم کی حالت میں بھی اور لاعلمی میں بھی قبول کرتا رہا اس سے ثابت ہے کہ گوشت ضرور انسان کی قدرتی غذا ہے۔ اور جو لوگ گوشت کے انسانی قدرتی غذا ہونے کی مخالفت کرتے ہیں وہ قدرت کی مخالفت کرتے ہیں۔

پیارے بھائیو! میں نے آپ کے سامنے بارہ مستند اور معتبر کتابوں کے حوالہ جات اور دس عقلی دلائل پیش کئے ہیں جن سے بخوبی اور پورے طور سے ثابت ہو گیا کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ اب مجھ کو یہ دیکھنا ہے کہ میرے قابل دوست اپنے دعوے میں کیا دلائل اور ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد جواب الجواب عرض کروں گا۔ وما توفیق الا باللہ۔

بحث منجانب منشی گنگا سہائے آریہ

صاحبو! میں بھی اپنی بحث کو دو طریقہ پر شروع کرتا ہوں پہلے نقلی ثبوت کر کے اس کے بعد عقلی دلائل سے ثابت کروں گا کہ آدمی ہرگز گوشت خور نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

رگوید منڈل ۱۔ ادھیائے ۱۲۔ سوکت ۱۶۲ منتر ۱۲۔ جو لوگ اپنے من کو شدھ کرنا چاہیں اور مانس کو چھوڑ کر بھوجن کرتے ہیں وہ ادھمی ہوتے ہیں۔

رگوید منڈل ۱۔ ادھیائے ۱۲۔ سوکت ۱۶۲ منتر ۱۳۔ جو منش مانس اددھ کے پکانے کے رہت برتنوں سے۔ دہوتے جل آدھ اس میں چھوڑتے ہیں اور اگنی کو جلاتے ہیں اور اس کو ڈیکتوں سے ڈھانک نے کو جانتے ہیں وہ پاک ودیا میں کوشل ہوتے ہیں۔

رگوید کے پہلے منتر میں تو صاف تحریر ہے کہ آدمی اس وقت تک پاک نہیں ہوتا جب تک کہ وہ گوشت کو چھوڑ کر کھانا نہیں کھاتا۔ دوسرے منتر کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو لوگ گوشت سے علیحدہ رہتے ہیں وہ پاک ودیا میں خوش رہتے ہیں۔ پس دونوں منتروں سے ثابت ہے کہ گوشت نہیں کھانا چاہئے۔ اور گوشت قدرتاً آدمی کی غذا نہیں ہے۔

یجروید ادھیائے ۲۵ منتر ۲۶۔ اگر کوئی گھوڑے وغیرہ اپکاری حیوانوں اور اتم پرندوں کا مانس کھاوے تو اس کو پھانسی دینا چاہئے۔

یجروید ادھیائے ۲۵ منتر ۳۰ منشو جیسے وددان جتن مانس اہاریوں کو نردرت کر گھوڑے وغیرہ حیوانوں کی وردھی اور رکھشا کرتے ہیں ویسے تم بھی کرو۔ اگنی اودھ گنوں سے الگ رہو۔

یجروید ادھیائے ۳ منتر ۳۷ - جگدیشور آپ پرجا اور پشوؤں کا پالن کیجئے۔

" " منتر ۳۶ - اے پربھو آپ کی کرپا سے دوپائے اور چوپائے کا کلیان ہو۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۵۱ - منشوں کو اچت ہے کہ بکریوں اور مور وغیرہ کو نہ ماریں۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۵۰ - ہے راجن بھیڑ وغیرہ کے روم (بال) اور تو چا (کھال) منشوں کے سکھوں کے لئے ہوتے ہیں اور اونٹ بھار اُٹھاتے ہیں منشوں کو سکھ دیتے ہیں اون کو جو دشٹ مارا چاہیں اُن کو سنسار کے دُکھ دائی سمجھو اور اُن کو سزا دینا چاہئے۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۹ - ہے راجن پرسوتم لوگوں کو چاہئے کہ جن بیل آدھ پشوؤں کے پربھاؤ سے کھیتی وغیرہ کام کرتے ہیں اور جن گئوؤں سے دودھ گھی وغیرہ اچھی چیزیں ہوئی ہیں اور جن کے دودھ سے سب پرجا کی رکھشا ہوتی ہے۔ اس کو کبھی مت مارو۔ اور جو ایسا کرے اس کو راجہ خوب سزا دیوے۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ - منشوں کو چاہئے کہ ایک کھُر والے گھوڑے وغیرہ پشوؤں اور اپکارک بن کے پشوؤں کو کبھی نہ ماریں جن کے مارنے سے جگت کی ہان اور نہ مارنے سے سب کا اوپکارک ہوتا ہے۔ اُن کو نشش پالا کریں۔

یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۷ - کوئی بھی منش سب کے اوپکارک کرتے ہادے پشوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ کنتو اُن کو اچھی طرح حفاظت کرے۔ اور اُن سے

اوپکار کرے کر سب منشوں کو آنند دیویں۔ جن جنگلی پشوؤں سے گاؤں کے پشوؤں اور منشوں کو ہانی ہو وے تو اُن کو ماریں۔

میں نے صرف نو حوالہ اس وقت یجروید کے پیش کئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے منتر ہیں جن سے گوشت کا نہ کھانا یا پشوؤں یا پکشیوں کا نہ مارنا پایا جاتا ہے ان تمام حوالہ جات سے حیوانات کے پالنے اُن کی حفاظت کرنے اور نہ مارنے کا حکم ثابت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات کو مار کر نہ کھانا چاہیئے پس ثابت ہوا کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔

اتھروید کانڈ ۲ ورگ ۱۸ منترا۔ جیسے مانس شراب جوا۔ زنا سے من شدھ نہیں ہوتا ہے ویسے ہی اے استری تیرا من بھی پرسن نہیں ہوتا۔

〃 ۵ 〃 ۲۱ 〃 ۲ } طاؤس (مور) بکری۔ کونچ۔ گائے۔ بکرے وغیرہ

〃 ۲ 〃 ۳۵ 〃 ۵ } بے جانوروں کو نہ مارنا چاہیئے۔

〃 ۱۲ 〃 ۲ 〃 ۱۵

〃 ۵ 〃 ۲۹ 〃 ۱۰ و ۱۲ } مانس کھانے والوں کو راکشش وپشاچ یعنی دشٹ

〃 ۴ 〃 ۳۶ 〃 ۷ و ۸ } کہتے ہیں۔

اتھروید کے حوالہ جات سے ثابت ہے کہ جانوروں کو پالنا چاہیئے۔ اُن کو ہرگز نہ مارنا چاہیئے۔ اور گوشت کے کھانے والے کو راکشش یعنی دشٹ کہا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ گوشت ہرگز نہیں کھانا چاہیئے۔ پس جب گوشت کے کھانے کی ممانعت ہے تو انسان ہرگز گوشت خور نہیں ہو سکتا ہے پس آدمی قدرتاً گوشت خود نہیں ہے۔

منوسمرتی ادھیائے ۵ منتر ۵۰۔ کام کے پیدا ہوتے چیزوں میں شراب پینا۔

پانسا کھیلنا۔ عورت کی اطاعت۔ شکار کھیلنا۔ یہ چاروں ایک سے ایک زیادہ زبون (بُرے) ہیں۔

منوسمرتی ادھیائے ۷ منتر ۵۳۔ ان اٹھارہ نام بیسن ہے بیسن اور موت میں بیسن زبون ہے کیوں کہ بیسن والا نرک میں جاتا ہے اور جس نے بیسن کو ترک کیا وہ مرنے کے بعد سرگ میں جاتا ہے اس لئے بیسن سے موت اچھی ہے۔

" " ۱۰ " ۶۳۔ کسی جاندار کو قتل نہ کرنا۔ سچ بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ پاکیزگی۔ حواس کو روکنا۔ ان سب دھرموں کو منوجی نے چاروں کے واسطے کہا ہے۔

" " ۵ " ۵۱۔ جس کے بغیر جیوہنسا نہ ہو سکے۔ اور ہتیارے ہو مانس کو کاٹنے والا۔ بیچنے والا۔ مول لینے والا۔ بنانے والا۔ مانس کا کھانے والا۔ یہ آٹھوں مارنے والے ہی کہلاتے ہیں۔

" " " ۴۸ و ۴۹۔ جیووں کی ہنسا کر کے ہی مانس پیدا ہوتا ہے۔ مگر جیوہنسا کوئی سرگ نہیں ہے اس لئے اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اور مانس کے پیدا ہونے اور جیووں کے بدھ بندھن کو دیکھ کر سب جگہ مانس کے کھانے سے بچتا ہے۔

" " " ۵۰۔ جو شخص بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر چڑیل کی مانند گوشت نہیں کھاتا ہے وہ دنیا کے آدمیوں کو پیارا لگتا ہے اور بیماریوں سے بھی تکلیف نہیں اٹھاتا۔

میں نے صرف چھ حوالہ منوسمرتی کے پیش کئے ہیں جس سے ثابت ہے کہ شکار کھیلنا گوشت کھانا۔ جیو ہنسا کرنا سب پاپ ہے۔ تو عقل کیسے قبول کر سکتی ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے پس ثابت ہوا کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔

وشیشٹک شاستر ادھیائے ۱۔ سوکت ۱۷۔	وہ اگیان ڈشٹ بھوجن میں ہے۔ ڈشٹ
″ ″ ″ ۶ ″ ۱	بھوجن وہ ہے جس میں ہتیا ہو اس کو کھانے
″ ″ ″ ۶ ″ ۸	سے دوش لگتا ہے کیونکہ ہتیا کے رہت
″ ″ ″ ۶ ″ ۱۰و۱۱۔	بھوجن میں وہ دوش نہیں ہے اور ہنسا کی
	رہت بھوجن سے پرورتی ہوتی ہے۔

دیکھئے اس شاستر سے بھی ثابت ہے کہ جس کھانے میں ہنسا ہو وہ کھانا بہت برا ہے اور جو ہنسا سے پاک ہے وہ اچھا ہے۔ ہنسا سے ہی گوشت حاصل ہوتا ہے۔ پس جب ہتیا اچھی نہیں ہے تو آدمی گوشت خور ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔

بالمیکی رامائن بال کانڈ سرگ ۹ شلوک ۱۴۔ اپنے دھرم کی رکھشا کرنے والے اور رعیت کے پالنے والے وید اور ویدانت کے جاننے خصوصاً وید کے پورے ماہر تھے یعنی رامچندر جی۔

″ اجودھیا کانڈ ″ ۲۰ ″ ۲۹۔ اے ماتا میں ۱۴ سال تک بیابان جنگل میں منشیوں کی طرح کند مول۔ اور پھلوں سے اپنا جیون گزارتا رہوں گا۔

″ ″ ۲۵ ″ ۱۶و۱۷و۲۰۔ منی بھیس دھارن کئے ہوئے بیلوں میں بیچتے

بال میکی رامائن اجودھیا کانڈ سرگ ۲۵ شلوک ۱۶ و ۲۰ ۔ ہوئے ۔ اے پتر تم کو دیوتا سکھ دائی ہوں

راکشش پشاچ ۔ وغیرہ جتنے برے فعل کرنے
والے و مانس بھکشی ہوں بن میں ان میں
سے کسی کا خوف اے پتر نہ کرنا ۔ اُن کو چھوڑ
کر اور جو ڈشٹ خالی بنش مانس بھکشی بھوجن
کرنے والے بن میں رہتے ہیں ان سب
کے واسطے میں ایشور سے دعا کرتی ہوں کہ
تم کو بن میں نہ ماریں ۔

ان منتروں سے پایا جاتا ہے کہ رامچندر جی نے ۱۴ سال تک بن میں پھل وغیرہ کھانے کا وعدہ کیا ۔ اور اگر گوشت کا کھانا جائز ہوتا تو وہ گوشت کے کھانے کا بھی ذکر کرتے علاوہ اس کے دوسرے منتر میں رامچندر جی کی ماتا نے گوشت خور آدمیوں سے بچنے کے لئے پرمیشور سے دعا کی ہے جس سے ثابت ہے کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے ۔

رامائن اجودھیا کانڈ سرگ ۲۸ منتر ۱۲-۱۳-۱۷ ۔ پھر برکش سے اپنے آپ گرے ہوئے پھل
بھوجن کرنے کو تھوڑے بہت ملتے ہیں
رات دن انھیں کے بھروسے سنتوش کر لینا
پڑتا ہے ۔ پھر پھل ہمیشہ نہیں، کبھی کبھی اُپواس
بھی کرنا پڑتا ہے ۔ پھر جتنا مل جائے گا اُتنے
ہی سے نرواہ کرنا ہوگا بن واسیوں کو من مانا
بھوجن نہیں ملتا ہے اس سے بن دکھ دائی ہے

لیجئے ان منتروں سے تو فیصلہ ہی ہو گیا ۔ رامچندر جی فرماتے ہیں کہ بن میں گرے ہوئے پھلوں سے وقت کاٹا جاتا تھا ۔ اور کبھی وہ بھی نہیں ملے تو فاقہ ہی کیا ۔ مگر اُنھوں نے باوجود

تکلیف کے بھی کبھی گوشت نہیں کھایا۔ پس ثابت ہوا کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔
مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے ثابت ہے کہ گوشت کھانا جائز نہیں ہے بدیں وجہ انسان
گوشت خور قدرتاً نہیں ہے اب میں عقلی دلائل پیش کرتا ہوں ناظرین غور سے ملاحظہ فرمادیں۔

عقلی ثبوت

میں نقلی ثبوت میں کافی سے زیادہ ثبوت پیش کر چکا ہوں کہ انسان قدرتاً گوشت خور نہیں ہے اس لئے میں مختصر مگر مدلل بحث عرض کروں گا۔ اہنسا پرمو دھرما یہ ویدکی ایک شرتی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اہنسا پرم دھرم ہے یعنی دھرم کا مکھ یا پہلا اصول اہنسا کا پرچارک ہی اسی اصول پر ویدک دھرم قائم ہے۔ (اس موقعہ پر میں نے منشی گنگا سہائے صاحب و نیز پریسیڈنٹ صاحب کو مخاطب کر کے دریافت کیا کہ یہ کس وید کی شرتی ہے اور پورا پتہ بتلائیے مگر اس وقت تک نہ لالہ صاحب بتا سکے نہ پریسیڈنٹ صاحب نے بتلایا۔ کہ فلاں وید کی فلاں شرتی ہے) مہاتما گوتم بودھ گو ویدوں کے خلاف ہے مگر انھوں سے اپنا مت (مذہب) اسی ویدک اصول اہنسا پرمو دھرمو پر قائم کیا اور وہ یہاں تک قائم ہیں کہ بعض بعض اُن میں سے منہ و ناک پر کپڑا رکھ کر سانس لیتے ہیں تاکہ کوئی جیو سانس لیتے میں اندر جاکر نہ مرجائے۔ پس جب ویدوں میں اہنسا پرچار کا سبق موجود ہے تو کیسے مانا جا سکتا ہے کہ آدمی گوشت خور ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ آدمی قدرتاً گوشت خور نہیں ہے۔

میں پیچھے ثابت کر آیا ہوں کہ آدمی قدرتاً گوشت خور نہیں ہے مگر وہ اپنی زبان کے ذائقہ اور پیٹ بھرنے کے لئے جانوروں کو بری طرح بے رحمی کے ساتھ مار کر کھاتا ہے۔ منوجی نی دھرم شاستر کے پہلے ادھیائے میں فرمایا ہے کہ منش جون (انسانی قالب) کو چھوڑ کر باقی تمام جونین (قالب) بھوگ جونی (سزا پانے کا قالب یعنی جیل خانہ مراد حیوانات) ہیں۔ پس بکرے وغیرہ تمام حیوانات میں جو جیو (روح) ہیں وہ اپنے کرم جونی (انسانی قالب) کے اعمالوں

کے پھل (نتیجہ یعنی سزا) بھوگنے کے لئے قید کئے گئے ہیں اس لئے ان کو مار کر قبل از وقت قید سے رہائی دینا قانون قدرت کے خلاف کرنا ہے یعنی جیو نہ معلوم کس مدت کے لئے قید کیا گیا تھا جو وقت سے پہلے چھوڑا دیا گیا حالاں کہ اس جیو کے ساتھ ظلم کیا گیا کہ بکرے وغیرہ کے قالب سے چھوٹ کر بقیہ مدت کے لئے نہ معلوم کیسے جون میں قید کیا جاوے گا۔ کہ ان میں زیادہ دکھ ملے۔ اس سے تو وہ بیچارہ اسی جون میں رہتا تو اچھا تھا۔ اب میں ذرا آپ صاحبان کے سامنے مقتول جانوروں کے اعداد پیش کرتا ہوں جو چھ ماہ کے اندر مار کر کھائے گئے

نام جانوران۔	مقدار جو چھ ماہ میں ذبح ہوئے	مقدار روزانہ دودھ فی جانور۔	مقدار دودھ روزانہ جو ان کل ذبح شدہ جانوروں سے ملتا۔
گائے	۵۳۰۷۵۶	۱۰ مار	من ۱۹۸۹۷۷ سیر ۴-
بھینس	۷۷۷۲۶	۴۰ مار	۸۷۳۴ - ۸½
بکری	۷۰۸۷۴۹۱	۲ مار	۱۳۲۸۷۱ - ۲۸

پس چھ ماہ میں جانوروں کی ذبح ہو جانے کی وجہ سے ۳۴۰۵۹۳ من آدھ سیر دودھ روزانہ کا نقصان ہوا۔ بحساب اوسط یومیہ ۱۸۲۶ من دودھ کا نقصان ہوا۔ اگر فرض کیا جاوے کہ ۳۰ سیر دودھ روزانہ پینے سے انسان زندہ رہ سکتا ہے تو ۴۴۴۸۰۔ آدمیوں کی خوراک ہندوستان سے گئی۔ ان جانوروں کے قبل از وقت مارنے کی وجہ سے اس قدر نقصان عظیم ہوا۔

ہمارے ہندوستان کی سب سے عمدہ غذا دودھ ہے۔ پس انسان کو ناجائز غذا ہرگز نہیں کھانا چاہیئے۔ اور حیوانات کی رکھشا کر کے دودھ حاصل کرنا چاہیئے۔ اب میں چند موٹے موٹے دلائل پیش کرتا ہوں۔

(۱) جس قدر گوشت خور جانور ہیں اُن کے معدہ پرماتما نے ایسے بنائے ہیں کہ وہ کچا گوشت کھا کر ہضم کر سکتے ہیں لیکن آدمی کا معدہ ایسا نہیں ہے کہ وہ کچا گوشت کھا کر ہضم کر سکے اس سے ثابت ہے کہ آدمی گوشت خور نہیں ہے۔

(۲) جس قدر گوشت خور جانور ہیں وہ صرف گوشت کھاکر ہی زندہ رہتے ہیں۔ اسی طرح سے انسان صرف گوشت کھاکر ہی زندہ رہ سکے تو مانا جاسکتا ہے کہ انسان گوشت خور ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ آدمی صرف گوشت کھاکر زندہ رہ سکے۔ بس اس سے ثابت ہے کہ آدمی گوشت خور نہیں ہے۔

(۳) گوشت خور جانوروں کے دانت اور ناخن نوکدار ہوتے ہیں۔ جس سے وہ گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھاویں۔ لیکن آدمی کے نہ دانت نوکدار ہوتے ہیں نہ ناخن گوشت خور جانوروں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ لہذا انسان ہرگز گوشت خور نہیں ہے۔

(۴) گوشت خور جانور جفتی میں گھٹ جاتے ہیں منزل سے پہلے علیحدہ علیحدہ نہیں ہوتے ہیں لیکن برخلاف انسان جفتی میں گھٹتا نہیں ہے بلکہ درمیان میں جس وقت چاہے علیحدہ ہوسکتا ہے اس سے ثابت ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے۔

(۵) گوشت خور جانور پانی زبان سے چاٹ کر پیتے ہیں لیکن برخلاف اس کے کہ گھاس خور جانور منہ سے چسکی لگاکر پیتے ہیں۔ چوں کہ آدمی مثل گھاس خور جانوروں کے چسکی سے پانی پیتا ہے اس لئے انسان گوشت خور نہیں ہے۔

(۶) چوں کہ گوشت خور جانور دن کو سوتے اور رات کو جاگتے ہیں لیکن انسان میں یہ بات نہیں ہے اس لئے انسان ہرگز گوشت خور نہیں ہے۔

(۷) چوں کہ گوشت خور جانور تھوڑی سی گھاس کھالیں تو فوراً اُلٹے ہو جاتی ہے اسی طرح سے گھاس خور جانور گوشت تو درکنار ذرا سے بال بھی کھالیں تو وہ بیمار ہو جاتے ہیں اسی طرح انسان بھی بال کھانے سے بیمار ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے۔

(۸) چوں کہ آدمی نے لنگور سے ترقی کی ہے کیوں کہ آدمی کے ہاتھ پیر۔ دانت وغیرہ سب لنگور سے مشابہ ہیں اور لنگور گوشت خور نہیں ہے۔ اس لئے انسان بھی گوشت خور

نہیں ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی دلائل ایسے ہیں جن سے انسان گوشت خور نہیں ثابت ہی اور برابر کل تک بیان کرتا رہوں مگر مجھ کو بیکارے سامعین کا عزیز وقت خراب کرنا نہیں ہی۔ یہی دلائل ایسے ہیں جو حل نہیں سکتے ہیں۔ لہذا میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں فقط۔

تردیدی بحث

اس وقت دنیا میں جس قدر مذہب ہیں اُن میں ہر بات کے دو حکم پائے جاتے ہیں۔ یعنی کرنے اور نہ کرنے کی بابت یا کھانے یا نہ کھانے کی بابتہ یعنی ایک جائز دوسرا ناجائز یعنی جس چیز کے کھانے کا حکم ہے اُسی چیز کے نہ کھانے کا بھی حکم موجود ہے۔ لیکن ان حکموں کی نوعیت وصورت میں فرق ہے فرض کیجیے کہ مسلمانوں میں بکرے کا گوشت کھانے کا حکم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم ہے کہ غیر مسلم کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا ہو تو مت کھاؤ۔ اسی طرح سے سکھ مذہب میں ذبح کیا ہوا کھانے کی ممانعت لیکن جھٹکے کا گوشت کھانے کا حکم ہے۔ اسی طرح سے ہندو دھرم میں ناج وغیرہ کھانے کا حکم ہے لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی حکم ہے کہ بغیر ہون کیئے ہوئے یعنی پہلے دیوتاؤں کو کھلاؤ اس کے بعد کھانا چاہیے ورنہ نہیں۔ (ملاحظہ ہو حوالہ جات منوسمرتی پیش کردہ احقر)

میں شروع ہی میں ادھیائے دو منتر ۱۴ منو دھرم شاستر سے اس مسئلہ پر روشنی ڈال چکا ہوں لیکن ذرا واضح کرنے کے لیئے اور عرض کرتا ہوں۔ جس طرح سے شریعت اسلام سکھ وغیرہ مذہب میں ہر بات کے دو حکم ہیں اسی طرح سے ہندو دھرم میں بھی دو طرح کے حکم موجود ہیں اور دونوں واجب التعمیل ہیں (ملاحظہ ہو منو ادھیائے دو منتر ۱۴) د

دھرم شاستر میں جائز و ناجائز۔ حلال وحرام دو طریقہ پر عام تحریر ہے اور ہر بات کے دونوں پہلو دکھلائے ہیں۔ شادی کو لیجیے اُس کی بابت لکھا ہے کہ فلاں فلاں قوموں میں

اور فلاں فلاں بیاہ اور فلاں عمر تک کے مرد و عورت کے ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ جو ہے وہ ناجائز ہے گو وہ بیاہ ہی باضابطہ ہو مگر دہرم شاستر کے خلاف ہونے سے ناجائز ہے اور ایسے ہی بیاہوں کی ممانعت ہے اب اگر کوئی بے وقوف یہ کہے کہ ہندو دہرم شاستر میں بیاہ کی ممانعت ہے تو اُس کا کیا علاج ہے ہم اس کو کم علم۔ یا ہٹ دہرم متعصب کے سوائے اور کیا کہہ سکتے ہیں اسی طرح سے میں نے جس قدر حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ جائز گوشت کے کھانے کی بابتہ ہیں اور منشی گنگا سہائے صاحب نے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ زیادہ تر غیر متعلق باتیں اور بعض ناجائز گوشت کے کھانے کی ممانعت میں ہیں کیوں کہ میں نے اپنی بحث میں جس قدر حوالہ جات پیش کئے ہیں اور جو کچھ عقلی دلائل عرض کئے ہیں اُن کو لالہ صاحب نے بخوشی خاطر تسلیم کر لیا ہے کیوں کہ آپ نے اُس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا ہے چوں کہ لالہ صاحب کے حوالہ جات تردید گوشت خوری میں ہیں اس لئے میں اُن کو کچھ عرض کرتا ہوں ذرا بھائیو غور سے سن لیجیے فقط

میں نے جس قدر حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ مستند اور معتبر کتابوں کے ہیں سب سے گوشت کھانے کی اجازت پائی جاتی ہے اور جو حوالہ جات لالہ صاحب نے پیش کئے ہیں اُن سے گوشت خوری کی ممانعت ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ گوشت خوری اجازت ثابت ہے۔ کیوں کہ اُس میں مخصوص جانوروں کے متعلق لکھا ہے بعض بعض منتروں میں تو مارنے کا حکم بھی ہے۔ جس سے گوشت خوری پورے طور سے ثابت ہے۔

رگوید اور یجروید کے جو حوالہ جات لالہ صاحب نے فرمائے ہیں وہ خاص جانوروں کے متعلق ہیں جن سے ہم بھی متفق ہیں کھیتی کے قابل بیل۔ دودھ والی گائے بھینس سواری کے قابل گھوڑے وغیرہ جانوروں کو بیشک ہرگز نہیں مارنا چاہیے۔ یہی آپ کے منتروں میں لکھا ہے اس کے علاوہ بیلا گائے جو دودھ کے قابل نہ ہو اُس کو مار کر کھانے میں نہ وید منع کرتا ہے نہ ہم کہتے ہیں کہ نہ کھانا چاہیے۔ آخیر منتروں میں تو وید نے صاف لکھدیا ہے

کہ جن جانوروں سے ملک کا نقصان ہو اُن کو مارنا چاہیے۔ پس پنڈت دیانند سرستی کی ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء کی طرف لاتا ہوں کہ اُس میں اُنھوں نے بھی یہی لکھا ہے پرند چرند جانوروں کو اس لئے کھانا چاہیئے کہ اگر اُن کو نہ کھایا جاوے گا تو وہ بڑھ کر ملک کو نقصان پہونچا دیں گے۔

اتھروید کو ہم غیر الہامی ثابت کر آئے ہیں اس لئے اُس کی حوالہ جات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

منوسمرتی ادہیائے ۷ منتر ۵۰-۵۳- وادہیائے ۱۰ منتر ۶۳ بالکل غیر متعلق ہیں۔ البتہ ادہیائے ۵ منتر ۴۸-۴۹-۵۰-۵۱- اس کی بحث سے متعلق ہیں اُن کی بابت عرض کیا جاتا ہے۔

میں سب سے پہلے منتر ۵۰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ذرا پریسیڈنٹ صاحب و نیز جملہ سامعین لالہ صاحب کے ترجمہ پر غور فرماویں۔

کہتے ہیں کہ "جو شخص بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر چڑیل کی مانند گوشت نہیں کھاتا ہے وہ دنیا کے آدمیوں کو پیارا لگتا ہے اور بیماریوں سے بھی تکلیف نہیں اُٹھاتا"

چونکہ اس ترجمہ میں یہ الفاظ ہیں کہ گوشت نہیں کھاتا ہے وہ دنیا کے آدمیوں کو پیارا لگتا ہے" لہذا لالہ صاحب نے سمجھ لیا کہ یہ منتر گوشت خوری کی مخالفت میں خوب ہاتھ آیا۔ لیکن شروع کے الفاظ پر غور نہیں فرمایا۔ لالہ صاحب نے یہ منتر ایک جینی صاحب بی۔ اے کی ٹریکٹ سے پیش کیا ہے۔ جب بی۔ اے صاحب ہی اس منتر کے مطلب کو سمجھ نہیں سکے۔ تو لالہ صاحب تو بیچارے معمولی اردو دان ہیں کیا مطلب پا سکتے ہیں اب ذرا غور سے سنئے اور سمجھئے۔

منوجی فرماتے ہیں کہ جو شخص کہ وید شاستر کے بتائے ہوئے طریقہ کو چھوڑ کر (یعنی وید شاستر میں جو گوشت کھانے کا طریقہ بتایا گیا ہے اُسکو چھوڑ کر) چڑیل کی مانند گوشت نہیں کھاتا وہ سب کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ منوجی کہتے ہیں کہ جو شخص وید

شاستر کے خلاف گوشت نہیں کھاتا وہ دنیا کے آدمیوں کو پیارا لگتا ہے۔ اور بیماریوں سے بھی تکلیف نہیں اُٹھاتا ہے۔ فی الواقع بیماریوں سے وہی شخص تکلیف اُٹھاتا ہے کہ جو اپنے شرع کے خلاف کرتا ہے۔ پس دہرم کے خلاف یعنی ناجائز گوشت کو جو شخص کھاوے گا وہ ضرور تکلیف اُٹھاوے گا۔

اس بات کی پوری تشریح منوجی نے منترہ ۳ میں کی ہے کہ شاستر کی بدھ (طریقہ) سے جو مانس شدھ (پاک) ہے اُس کو جو آدمی نہیں کھاتا وہ پرلوک میں اکیس جنم تک پشو ہوتا ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب دہرم شاستر میں گوشت خوری کی اجازت اس قدر صاف اور واضح الفاظ میں موجود ہے تو پھر آپ کیوں ہٹ دہرمی پر قائم ہیں۔ اور سیدھے اور صحیح الفاظ کے غلط اور اُلٹے معنی کیوں کر رہے ہیں۔ دیکھئے منترہ ۳ میں لکھا ہے کہ جو براہمن شاستر کی بدھ (طریقہ) جاننے والا ہے اور وہ بغیر وقت مصیبت کے اور حالت میں بدھ کے خلاف اگر مانس کو کھاوے تو اُس کے مانس کو پرلوک میں وہ کھاتا ہے جس کے مانس کو اس نے کھایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو برہمن بتائے طریقہ کو چھوڑ کر اشدھ گوشت کو کھاوے گا تو اس کے گوشت کو پرلوک میں وہ کھاوے گا جس کا گوشت برہمن نے کھایا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ ہر طرح کے گوشت کا کھانا منع ہے کسی پہلو سے غور کیجئے ہر طرح سے ثابت ہے کہ شاستر کے طریقہ سے جو گوشت شدھ ہے وہ کھانے کے قابل ہے اور ضرور کھانا چاہیئے۔ اور وید شاستر کے طریقہ کے مطابق شدھ نہیں ہے اس کو ہرگز نہیں کھانا چاہیئے۔ لالہ صاحب کو کل تک تو آپ ہی کھاتے رہے تھے اب بھی آپ کے گھر میں گوشت پکتا ہے اور آپ کا بھائی کھاتا ہے۔

منترہ ۴ سے اُن جانوروں کے مارنے اور گوشت کھانے کی ممانعت تحریر ہے جن کا مارنا اور کھانا وید شاستر کے طریقہ کے خلاف ہے یعنی جن کا کھانا از روئے شاستر حرام

ہے۔ لیکن ہمارے متعصب وہٹ دہرم دوست نے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی غرض سے بے سوچے سمجھے یہ منتر پیش کئے ہیں۔ پنڈت دیانند سرسوتی نے ایسے ہی متعصب اور ہٹ دہرم لوگوں کے لئے لکھا ہے کہ اُن کی عقل مذہبی تعصب کی تاریکی میں پھنس کر زائل ہوجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جناب نے ونیز جلینی صاحب بی۔ اے۔ نے منتر ۵ کا مطلب غلط سمجھا اور پبلک کو دھوکا دینے کے لئے پیش کیا۔ (میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔)

منتر ۴۸-۴۹ میں ایسے ہی گوشت کے نہ کھانے کا حکم ہے جو کہ از روئے وید شاستر کے ناجائز منتر ۵۱ میں صرف مارنے والوں کی تفصیل ہے۔

وشیشنک شاستر اور رامائن کے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں اُن میں گوشت خوری کا ذکر تک نہیں ہے۔ اس لئے وہ غیر متعلق ہیں اب میں عقلی دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

---

۵ اپریل ۱۹۲۲ء سے آج ۲۲ اپریل ۱۹۲۲ء تک آپ کو سترہ یوم کا کافی موقعہ ملنے پر بھی اس وقت تک آپ یہ نہیں بتلا سکے کہ اہنسا پرموں دہرماں کس وید۔ اوپنیشد یا منتر کی شرتی ہے جہاں تک میری عقل کام دیتی ہے یہ شرتی کسی وید کی نہیں ہے۔ اور نہ کسی شاستر کا حکم ہے بلکہ یہ بودھ مت کا اصول ہے کیوں کہ آپ نے یہ فقرہ بابو دیا چندر جلینی بی۔ اے کے ٹریکٹ تردید گوشت خوری سے لیا ہے اور زیادہ تر بحث بھی اسی سے کی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ فقرہ واقعی بودھ مت کا ہے کیوں کہ بودھ جین مذہب دونوں ویدوں کو نہیں مانتے ہیں۔

جہاں تک مجھ کو معلوم ہوا ہے مہاتما بودھ نے ویدوں کے خلاف جو اپنا مذہب اہنسا پرموں دہرماں پر جو قائم کیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ویدوں میں گوشت کے کھانے جانوروں کے مارنے کا حکم ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک شخص ویدک دہرم میں

پیدا ہو پرورش و تعلیم پائے اور بلا وجہ ویدوں کے خلاف ہو جائے اس کو کلام خدا ہونے سے انکار ہے۔ جب ہندوستان میں بودھ مذہب کا عروج ہوا۔ اُس وقت بودھوں نے ہندوستان سے ویدوں کو تلاش کر کے جلا دیا اور ہمیشہ کے لئے بیج کھو دیا مگر پھر شنکر آچاریہ نے اپنا بدلہ بودھوں سے لیا ہے یہی وجہ ہے کہ پنڈت دیانند سرستی نے جرمنی سے وید منگائے تھے۔ پس جب آپ شرتی کا حوالہ نہ دے سکے اور یہ شرتی جین یا بودھ مذہب کی ہے جو ویدوں کے خلاف ہے پس آپ کو کوئی حق اس کے پیش کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ آپ ویدوں سے ثبوت پیش کرتے۔

آپ نے دوسری بات یہ فرمائی ہے کہ گائے اور بھینس و بکری قبل از موت ذبح کر دیئے گئے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو کب تک اپنے اپنے قالبوں میں رہتے۔ جس مذہب کا اس قدر کمزور اور لچر اعتقاد ہو کہ موت کے وقت سے پہلے بھی موت واقعہ ہو جاتی ہے اُس مذہب کا کیا ٹھیک ہے۔ چوں کہ یہ اہم بات ہے اس لئے میں پیارے سامعین کا زیادہ وقت خراب کروں گا۔ سنئے۔

قبل از وقت موت کے متعلق رسالہ فریاد دیوگان میرٹھ بابت ماہ فروری ۱۹۲۰ء میں ایک سوال شائع ہوا تھا وہ سوال یہ تھا کہ "کوئی سجن پرش اس سوال کا مدلل اور صاف صاف جواب تحریر فرمائیں کہ انسانی یا حیوانی موت کے لئے پرمیشور نے کوئی خاص وقت مقرر فرمایا ہے کہ جس پر اُس کو ضرور مرنا چاہئے یا دوا علاج کھانے پینے وغیرہ کی بے احتیاطیوں کا نتیجہ موت ہے۔" میں نے اپنے خیالات کے متعلق فوراً جواب تحریر کر کے بھیجدیا مگر محض تعصب کی وجہ سے وہ مضمون شائع نہیں کیا گیا ایک عرصہ تک خط و کتابت رہی آخر کار میں نے اُس مضمون کو واپس منگا کر اخبار اہل سنت والجماعت امرتسر مورخہ یکم و ۱۱ر جنوری ۱۹۲۵ء میں شائع کرا دیا۔

فروری ۱۹۲۰ء سے لے کر اپریل ۱۹۲۲ء تک جب تک کہ میں رام پور میں رہا کسی شخص

کی طرف سے شائع نہیں ہوا مجھ کو بھی حسرت رہی کہ کوئی ویدک دہرم والے اس پر روشنی ڈالیں۔ وہ مضمون جو میں نے شائع کرایا تھا وہ یہ ہے۔

آریہ سماج والوں کا یہ دعوےٰ ہے کہ وید علم کل ہیں اور کوئی بات ایسی نہیں ہے کہ جو ویدوں میں نہ ہو۔ لیکن ہم کو سوال مذکور سے نہایت حیرت و استعجاب ہوا۔ کیونکہ اگر موت و حیات کا مسئلہ ویدوں سے چھو بھی جاتا تو ایسا سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ وید مقدس ہم کو نہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ موت کب ظہور پذیر ہوتی ہے اور نہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ موت کے بعد کیا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ پیروان وید مفروضِ ذہنی سے کام لیتے ہیں۔ آج اہل ہنود میں دو خیال کے آدمی موجود ہیں ایک فریق کہتا ہے کہ موت کا وقت پرماتما نے ضرور مقرر کیا ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے زندگی انسان کے اختیار میں ہے جس قدر چاہے بڑھالے جس قدر چاہے گھٹالے۔ کاش اگر ویدوں میں اس کے متعلق اشارتاً بھی ہوتا تو ایک ہی کتاب کے ماننے والے دو راستوں پر ہرگز نہ ہوتے۔

فی الواقع اگر دنیا میں مکمل نافع اور کافی ہدایت کرنے والی سچائی پر چلانے والی وحدانیت بتلانے والی دنیا کے اندر الہامی کوئی کتاب ہے تو وہ قرآن شریف ہے اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہو سکتی ہے یہ سوال تو کچھ بھی نہیں ہے اس سے بھی اہم سوال ہو تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کو بھی قرآن شریف حل کر سکتا ہے۔ اس سوال کا جواب قرآن شریف میں بہت سی جگہ مذکور ہے مگر طوالت مقصود نہیں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

یعنی اور نہیں

لایق واسطے کسی جان کے یہ کہ مر جاوے مگر ساتھ حکم اللہ کے لکھ رکھا ہے وقت مقرر کرکے۔

اس آیہ کریمہ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان یا حیوان اس قابل نہیں ہے اور نہ کسی کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ خلاف وقت جو کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے مرجاوے۔

یہ ہے علم کل وعلم الٰہی۔

اس جواب سے کوئی وحدانیت پرست جو صرف ایک وحدہٗ لاشریک کا ماننے والا ہے وہ ہرگز اس جواب سے منکر نہیں ہو سکتا ہے مگر پھر بھی مخالفین کی تسکین اور دلنشین کرنے کے لئے یہ چند عقلی دلائل اپنے نقلی ثبوت کو مدلل کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں کیوں کہ اسلام کا اصل اصول بھی یہی ہے کہ منقولات جب معقولات کی کسوٹی پر کھرے ثابت ہوں تب ان کو ماننا چاہیے۔

پہلی دلیل۔ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ بعض بعض انسان دنیا میں اگر زمین کو بھی آنکھ کھول نہیں دیکھ پاتے ہیں جس پر کہ وہ شکم مادر سے گرے تھے بلکہ صرف دو ایک سانسیں لے کر ختم ہو جاتے ہیں اور بعض پانچ سال اور بعض دس سال انہی طرح بعض سو سال اور بعض اس سے بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہ کر مر جاتے ہیں پس یہ تفاوت ہم کو بتلاتا ہے کہ موت کا وقت ضرور اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے کہ فلاں شخص فلاں وقت اور فلاں شخص فلاں وقت مرے گا جس میں ایک لمحہ کم و بیش نہیں سکتا ہے اور جو اٹل ہے۔

دوسری دلیل - یہ بات مشاہدہ میں آ رہی ہے کہ جن امراض کے صدہا نسخہ اور تیر بہدف دوائیاں ہیں اور معمولی دوائی سے بھی کلی صحت ہو جاتی ہے - لیکن اونہی امراض میں ہزاروں مرے چلے جاتے ہیں اور جو امراض مہلک اور لاعلاج ہیں اور جن کی بابت حکما و ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں کہ یہ مریض جاں بر نہیں ہو سکتا ہے مگر وہی مریض لوٹ پوٹ کر اچھا خاصا تندرست ہو جاتا ہے - علاوہ اس کے اس وقت ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ ایک ہی مرض میں (خواہ وہ بخار ہو یا طاعون یا ہیضہ وغیرہ وغیرہ) دو شخص ایک وقت اور ایک ہی عمر کے بیمار ہوتے ہیں اور اُن کا معالج بھی ایک اور تیماردار بھی ایک ہی ہوتا ہے مگر ایک اچھا ہو جاتا ہے اور دوسرا مر جاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جوان مر جاتے ہیں اور بوڑھے بچ جاتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن کی دوا علاج دوڑ دھوپ ہوئی ہے

وہ مرجاتے ہیں اور جن کی دوا درکنار کوئی خبر لینے والا بھی نہیں ہوتا ہے وہ بچ جاتے ہیں بہرحال ان تمام باتوں سے ثابت ہے کہ موت کا وقت اللہ تعالیٰ نے ضرور مقرر فرمایا ہے جس پر کہ وہ مرجاتا ہے اور ہر جاندار کو مرنا ہے۔

تیسری دلیل۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ چاند سورج ہمیشہ سے اپنے اپنے وقت پر طلوع وغروب ہوتے ہیں۔ کبھی ایک لمحہ کا بھی فرق نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے حاملہ عورت کے لئے نو ماہ بکری کے لئے پانچ ماہ گھوڑی کے واسطے ایک سال وغیرہ وغیرہ مدت وضع حمل کے واسطے مقرر ہیں۔ اسی طرح سے فصل کے واسطے چھ چھ ماہ۔ جاڑا گرمی۔ برسات کے واسطے چار چار ماہ مقرر ہیں۔ ماسوا اس کے یہ بات بھی تجربہ میں آچکی ہے کہ چاند یا سورج گرہن کے واسطے جنتریوں میں۔ یا پتروں میں جو تاریخ۔ وقت۔ دن مقرر ہوتا ہے تو گرہن اسی وقت پڑتا ہے کچھ فرق نہیں پڑتا ہے انہی پر کیا منحصر۔ دنیا میں جس چیز پر نظر کی جاتی ہے کوئی بھی بمصداق (واسطے ہر چیز کے وقت ہے قرار پکڑنے کا)

تعین وقت سے خالی نہیں ہے بلکہ یہ نظام عالم ہی تعین وقت پر چل رہا ہے اور انسان کا مرنا جینا بھی نظام عالم میں شامل ہے۔ اس لئے ثابت ہے کہ انسانی یا حیوانی عمر کا تعین بھی ضرور ہے اور اسی تعین کے آخر وقت کو موت کا وقت کہتے ہیں جس پر کہ وہ مرتا ہے

چوتھی دلیل۔ اگر سائنس کی طرف بھی توجہ کیجئے تو اس سے بھی کافی تسکین بخش جواب ملتا ہے یعنی اگر چند کپڑے ایک صندوق میں محفوظ کر کے بند کر دیجئے اور اس کو نہ کھولئے تو ایک عرصہ بعد وہ کپڑے گل کر خاک ہو جائیں گے۔ حالاں کہ وہ صندوق کبھی کھولا نہیں گیا تھا۔ لیکن جب تک ان کپڑوں کے گلنے کا وقت نہیں آئے گا اس وقت تک وہ کپڑے خراب نہیں ہونگے مگر جب وقت آجائے گا یعنی اس کے گلنے کی میعاد آجاوے گی تب ہی وہ کپڑے گل کر خاک ہو جاویں گے پس ثابت ہوا کہ اسی طرح سے ہر چیز کے ختم ہونے کا وقت بھی پروردگار عالم نے ضرور مقرر فرمایا ہے جس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی مقرر نہیں کر سکتا۔ پس اسی

وقت پر ہر ذی روح کو مرنا ہوگا۔

اب میں ایک دو مثالیں ہندو مذہب سے پیش کرتا ہوں لیکن آپ صاحبان یہ خیال نہ فرما دیں کہ میں آپ کے عقائد کا قائل ہوں۔

پانچویں دلیل ۔پرماتما اتھروید پرپاٹھک ۸۔ انواک ۱۔ منتر ۱ میں فرماتا ہے کہ سرسٹی (دنیا) چار ارب بتیس کروڑ سال تک قائم رہے گی۔ (ماخوذہ کلیات آریہ مسافر) اس حوالہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیا کی عمر...... ۴۳۲ سال کی ہے ایک لمحہ کم وبیش نہیں ہوسکتا اسی طرح سے دنیا والوں کی یعنی انسان وحیوان کی عمر کا تعین بھی ضرور ہے اسی تعین کے آخر وقت کو موت کہتے ہیں۔

چھٹی دلیل ۔میں اب مسئلہ تناسخ یعنی آواگون کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو آپ صاحبان میں نہایت وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ امر مسلمہ آپ صاحبان کو ہے کہ انسانی قالب کرم یونی (صرف فعل کرنے کا قالب) اور بقیہ تمام حیوانات ونباتات کے قالب بھوگ یونی (صرف سزا کاٹنے کا قالب یعنی جیل خانہ) ہیں پس میں اسی سے ثابت کرتا ہوں کہ موت کا وقت ضرور اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔

انسان نے اپنے زمانہ حیات میں کچھ بُرے فعل کئے اور جس کی پاداش میں وہ برس کے لئے حیوانی قالب میں گرفتار کیا گیا اور دوسرے جیو یعنی روح نے نہ بہت اچھے کرم کئے اور نہ بہت بُرے فعل کئے اس لئے وہ پچاس برس کے واسطے انسان بنایا گیا۔ بہر حال دونوں روحیں انسانی وحیوانی قالبوں میں اپنی اپنی مدت تک رہیں گی اور میعاد ختم کر کے قالبوں کو چھوڑ دیں گی جس میں ایک پل بھی کم وبیش نہیں ہوسکتا ہے کیوں کہ دونوں کو افعال کے صلہ میں قالب دیئے گئے ہیں اور خداوند عالم کسی روح کو بلا تعین وقت سزا یا جزا کے لئے قالب نہیں دیتا ہے (بقول آپ صاحبان کے) اگر بلا تعین وقت کے قالب دیوے تو وہ انیائے (غیر منصف کہلائے گا۔ اور تمام نظام

عالم جو تعین پر چل رہا ہے وہ درہم وبرہم ہو جاوے گا۔ کیوں کہ جب دنیاوی حاکم ہر فعل کی سزا یا جزا کا تعین مقرر کرتے ہیں تو احکم الحاکمین بادشاہ زمین و آسمان کیوں بے تعین میعاد سزا یا جزا دینے لگا۔ پس ثابت ہے کہ موت کا وقت ضرور مقرر ہے جس پر ہر ذی روح کو مرنا ہوگا۔

یہ بات عقلی و نقلی دلائل سے پورے طور سے ثابت ہوگئی کہ ہر ذی روح کی عمر کا وقت مقرر ہے پس جس وقت وہ وقت آوے گا تب وہ مرے گا اس سے پہلے ہرگز نہیں مر سکتا ہے یہ کہنا کہ وقت سے پہلے موت ہوگئی نہایت ہی کمزور اور بیہودہ خیال ہے۔

اب میں اُن دلائل کا جواب الجواب عرض کرتا ہوں کہ جو آپ نے عدم جواز گوشت خوری میں فرمائے ہیں۔

(۱) میں نے اپنی بحث میں معدوں کے متعلق کافی روشنی ڈال دی ہے مزید احتیاط مکرر عرض کرتا ہوں کیوں کہ میرے دوست کو یہ حسرت نہ رہ جائے کہ میرے اعتراض کا جواب نہ دے سکے۔ متمیز ہونے کے لئے یہ بھی خاص بات رکھی ہے یعنی انسان کے معدے میں اس قدر حدت نہیں رکھی ہے کہ وہ کچی چیز کو ہضم کر سکے اور نہ انسان کے معدے میں خار یا دانتے پیدا کئے ہیں جس سے وہ پیس کر خود بخود ہضم کر دے پس ان وجوہات سے ضروری ہے کہ انسان غذا کو پکا کر کھاوے۔ کل کی بات ہے کہ بابو رلو ہاکشن صاحب نے کچے گیہوں کا دلیا کھانا شروع کیا تھا کہ چند روز نہیں گزرے کہ اس قدر سخت بیمار ہوئے کہ ہفتوں بعد صحت ہوئی اس بات کو رام پور کا ہر شخص جانتا ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ انسان کچے گوشت کو کھا کر ہضم نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ علاوہ گوشت کے اور بھی کسی غذا کچی نہیں کھا سکتا ہے۔

(۲) آپ کی دوسری دلیل بھی بالکل غلط اور فضول ہے۔ کیوں کہ گوشت خور جانوروں میں بھی تین قسم کے جانور ہیں (۱) اول وہ جو صرف گوشت ہی کھاتے ہیں جیسے شیر۔ بھیڑیا وغیرہ۔ دوسرے وہ کہ گوشت بھی کھاویں اور اناج وغیرہ بھی جیسے بلی و کتا و گیدڑ وغیرہ (۳) تیسرے وہ

جو گوشت بھی کھاویں اور جمادات بھی جیسے سانپ وغیرہ۔ اور میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ انسان نہ گوشت خور جانوروں سے مشابہ ہے نہ گھاس خور سے پس اسی طرح سے انسان نہ بالکل گوشت ہی کھا سکتا ہے نہ اناج کی قسم سے ایک ہی چیز بس آپ کی یہ دلیل بیکار ہے۔

(۳) مجھ کو آپ کی اس دلیل پر افسوس آتا ہے حالاں کہ میں نے آپ کی دلیل کی جان کھینچ کر اپنے عقلی دلائل کی دوسری دلیل میں رکھدی ہے مگر آپ تو گانٹھ کی رکھتے ہی نہیں ملاحظہ فرمایئے

پروردگار عالم نے ہر جاندار کو اس کے جسم و عقل کے مطابق کوئی نہ کوئی حفاظت کا ذریعہ اور خورو نوش کے وسائل مہیا فرما دیئے ہیں۔ اگر اللہ بزرگ و برتر نے درندوں کو نوکدار ناخون و دانت دیئے ہیں تو چرندوں کو بھی سینگ عطا فرمائے ہیں تاکہ وہ اپنی حفاظت کر سکیں اور اپنے دشمنوں کا پیٹ نوکدار سینگوں سے چاک کرنے کے لئے کافی ہوں۔ گھوڑے کو سینگ عطا نہیں ہوئے تو اس کو سم ایسا دیا ہے کہ وہ کھوپڑی پر پڑنے سے کافی ضرب لگا سکے۔ پھر پچھلے پاؤں میں وہ برقی قوت عطا فرمائی گئی ہے کہ وہ دشمن کو اپنے قریب آنے کی جرأت ہی نہ دلا سکے۔ انسان کو عقل عطا فرمائی ہے کہ وہ درندوں کے نوکدار دانت و ناخون سے اور چرندوں کے لمبے لمبے اور نوکدار سینگوں سے بچ کر برچھی۔ بلم۔ توپ۔ بندوق وغیرہ اسلحہ سے مقابلہ کر سکے۔ اور اُن کو زیر کر کے اپنی ضرورت کو پورا کر سکے۔

بس اگر آدمی کے دانت و ناخون نوکدار نہیں ہیں تو اس کے لمبے لمبے سینگ اور چوڑے چوڑے سم چرندوں جیسے نہیں ہیں۔ اگر انسان گوشت خور نہیں ہے تو سینگ اور سم نہ ہونے کی وجہ سے وہ پھل و اناج خور بھی نہیں ہے۔ پس ہوا کھا کر انسان زندہ رہے وہ غیر ممکن ہے بس بوجوہات مندرجہ دلیل نمبر ۲ انسان گوشت خور بھی ہے اور پھل وغیرہ خور بھی۔

(۴) لغایۃ (۷) دلائل چار لغایہ سات بھی نہایت بوسیدہ اور بد بودار ہیں اور تضیع اوقات کے سوائے کچھ حاصل نہیں مگر چوں کہ جواب نہ دینا لالہ صاحب کو زیادہ گویائی کی ہمت دیگا۔

لہذا مختصر حالات ہیں عرض کئے جاتے ہیں۔

یہ دلیل بھی آپ کی قطعی غلط اور ناتجربہ کاری کی دلیل ہے کیوں کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ بلی جو کہ گوشت خور جانور ہے اور شیر کے مشابہ ہے وہ جفتی میں نہیں گھٹتی بلکہ مثل گھوڑے بیل یہ بندر وغیرہ کے جفتی کی اور علیحدہ ہوگیا۔ بعینہ یہی حالت بقیہ بیان کی ہے۔

یہ ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ آدمی نہ گوشت خور جانوروں کے مشابہ ہے اور نہ گھاس خور جانوروں کے بلکہ بعض بعض خواص وعادات واعضا کی بندش حیوانات سے ملتی ہے بدیں وجہ انسان گوشت خور بھی ہے اور اناج وپھل خور بھی۔

(۸) یہ دلیل بھی ماشاء اللہ خوب ہے۔ میں تو اس بات کو نہیں کہہ سکتا ہوں کہ آدمی نے بندر یا لنگور سے ترقی کی ہے۔ مگر چوں کہ لالہ صاحب فرما رہے ہیں اس لئے انہوں نے ہی ترقی لنگور سے کی ہوگی۔ لہذا ایک شعر یاد ہے وہ سناتا ہوں جو کسی مسلمان کا ہے ؎

لاحول ولا قوۃ یہ کون بشر ہے

سب شکل تو لنگور کی پر دم کی کسر ہے

سوامی درشتانند نے تو بندر سے ترقی کرنا لکھا ہے مگر آپ نے لنگور سے فرمایا ہے اول تو ایسا نہیں ہے کیوں انسان نہ بندر لنگور کی طرح سے پیدا ہوتا ہے اور نہ اس قدر قلیل مدت حمل میں لیتا ہے۔ اور اگر ہو بھی تو بندر ولنگور دونوں گوشت خور ہیں لہذا سنئیے یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ بندر ولنگور جوئیں کھاتا ہے جوئیں خون کی بنتی ہیں وہ جیوہی علاوہ اس کے بندر ولنگور انڈے پی جاتے ہیں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ انڈے کے اندر خون ہوتا ہے پس بندر ولنگور دونوں گوشت خور ہوئے۔

اگر یہ کہا جاوے کہ بندر ولنگور میں تفاوت ہے یہ غلطی ہے دونوں کی شکل وصورت بناوٹ حرکات وسکنات ایک ہی ہیں صرف رنگ کا فرق ہے اور جب یہ بات مشاہدہ میں آگئی ہے کہ دونوں انڈے اور جوئیں کھاتے ہیں تو پھر وہ دونوں ایک ہوں یا جدا جدا

گوشت خور ہیں۔ لہذا آدمی بھی گوشت خور ہوا۔

میرے عقلی دلائل و نقلی دلائل سے میرے جواب الجواب سے یہ بات قطعی طور سے ثابت ہے کہ انسان قدرتاً گوشت خور ہے لیکن منشی گنگا سہائے صاحب کی جواب سے ذرا برابر بھی تو تردید گوشت خوری کی نہیں ہوئی بلکہ اور تائید ہو گئی ہے اب میں پریسیڈنٹ کے فیصلہ کا منتظر ہوں۔

اس کے بعد پریسیڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ عبدالرحمن خاں کی بحث سے ثابت ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے لیکن منشی گنگا سہائے کی بحث سے ثابت ہے کہ گوشت انسان کی قدرتی غذا نہیں ہے لہذا میں اپنا فیصلہ پھر سناؤں گا۔

میں نے و نیز دیگر صاحبان نے اور مخصوص عالی جناب بابو سری کشن لعل صاحب آنریری اسسٹنٹ کمشنر تحصیلدار صاحب سے فرمایا کہ تردید ہی جی جب آپ نے فریقین کی بحث کی بابت فرما دیا ہو تو منٹ بیٹھ کر اپنی رائے بھی ظاہر فرما دیجئے مگر انہوں نے فرمایا کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ میں فیصلہ کو پھر سناؤں۔

اس کے بعد جناب تحصیلدار صاحب موصوف نے پنڈت میگھ ناتھ صاحب سے فرمایا کہ آپ بھی سنسکرت کے وِدوان ہیں آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے اور بحث فریقین سے کیا نتیجہ نکلتا ہے اس پر پنڈت میگھ ناتھ صاحب نے فرمایا کہ میں ایمان کی کہوں گا اور مجھے کسی کی رورعایت منظور نہیں ہے دراصل انسان اس وقت جب سرشٹی رچی گئی ہے (یعنی دنیا پیدا ہوئی ہے) اس وقت تمام انسان گوشت خور تھے اور آج تک ہیں مگر جن کی پرکرت نے اس کو اچھا نہ سمجھا وہ چھوڑتے گئے اور جن کی پرکرت نے اچھا سمجھا وہ کھا رہے ہیں۔ باقی فیصلہ کی بابت میں کچھ نہیں جانتا۔

لیکن میں چند مرتبہ رام پور بھی گیا مگر آج تک فیصلہ نہیں دیا۔ وجہ یہ ہے کہ اس

میں اپنی قوم کی ہتک تھی علاوہ اس کے جس بات کو تردید ی جی ناجائز فرماتے تھے وہ اُن کی زبان سے جائز ثابت ہوتا تھا بدیں وجہ فیصلہ نہیں سنایا گیا۔

میں نے ایک عام سوال اخبار الفقہ امرتسر مورخہ ۵ جنوری ۱۹۲۱ء میں شائع کرایا تھا اُس کا بھی گوشت خوری سے تعلق ہے لہذا اس کو یہاں پہ درج کرکے جواب کا خواستگار ہوں کہ کوئی صاحب خواہ ہندو ہوں یا مسلمان جواب عنایت فرمادیں۔ اسی پر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

ایک عام سوال

جناب اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ میں ایک زمانہ سے دیکھ رہا ہوں کہ تمام ہندو راضی وناراضی، جائز وناجائز ہر طریقہ سے مسلمانوں پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ گائے کی قربانی قطعاً بند کردی جائے اور جس کی بابت شاہ آباد۔ آرا۔ کٹارپور کے واقعات شاہد ہیں۔ اور علماء اسلام بھی پولیٹکل معاملات واتحاد باہمی کی خاطر قرآن وحدیث نبوی صلعم سے رسم قدیم اور حکم شرعی کے منسوخ کرنے اور مسلمانان وشیدائیان اسلام کا گلا بند کرنے کی کوشش کر رہے تمام مسلمانان اس بات سے واقف ہیں کہ ایک سال سے کم کی بکری قابل قربانی نہیں۔ مگر آج کیا کوئی عالم صاحب بتا سکتے ہیں کہ ایک سال کی بکری سات آٹھ روپیہ سے کم میں مل سکتی ہے پھر وہ شخص جو صرف دو ڈھائی روپیہ قربانی میں خرچ کرسکتا ہو کیسے بکری کی قربانی کرسکتا ہے چہ جائیکہ اونٹ۔ تو ایسی حالت میں وہ شخص سوائے اس کے کہ یا تو بموجب فتوے علماء اسلام حامی خلافت واتحاد ہندو مسلم۔ اپنی مذہبی اور شرعی رسم قدیم قربانی سے دستبردار ہوجائے یا وہ روپیہ خلافت فنڈ یا گئو رکھشا فنڈ میں داخل کردے۔ اور کیا کرسکتا ہے۔ وہ شخص گائے کی قربانی کی غرض سے اس کے ساتویں حصہ کا خریدار نہیں بن سکتا ہے۔

کیوں کہ اس کو گائے کی قربانی کی اجازت نہیں ہے اتحاد باہمی کے واسطے یہ ضروری نہیں ہے

کہ پولیٹیکل معاملات میں مذہبی رسومات کے بند کرنے کا فتویٰ دیا جاوے اور اتحاد باہمی کی داد حاصل کی جاوے جب کہ وہ رسم قربانی دونوں مذہبوں میں پائی جاوے۔ جیساکہ آگے چل کر ظاہر کروں گا (اور مباحثہ میں بھی ثابت ہے) اگر وہ ہندو رسم قدیم قربانی خود چھوڑ دیں تو اس کی وجہ معقول و منقول بتلائیں ورنہ صرف فضول معقولات سے کام لینا مسلمانوں کو ناجائز طریقہ سے دبانا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ علماء اسلام نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ ہندوؤں کے وید مقدس اور دھرم شاستر اور دیگر معتبر کتابوں میں گائے کی قربانی نہیں ہے؟ اگر ہندوؤں کی معتبر کتابوں میں گائے کی قربانی موجود ہے تو علماء اسلام بمصداق

(ترجمہ اگر وہ یعنی کافر یادیں۔

تجھ کو وہ تمہارے دشمن ہیں وہ جس وقت موقعہ پاویں گے تو وہ ہاتھ اور زبانوں سے برائی کرنے یا نقصان پہونچانے میں کوتاہی نہ کریں گے۔ اور کافر اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ اس لئے یہ تمہارا نانا تم کو ہرگز فائدہ نہ دے گا۔) قربانی گائے سے منکر ہو گئے۔ اور یہ اتحاد ہرگز کام نہ آوے گا۔ اور علماء اسلام نے یہ بھی معلوم کیا ہے کہ گائے کو کن وجوہات سے اہل ہنود قابل تعظیم و تکریم مانتے ہیں۔ کوئی معقول و منقول ثبوت ہندوؤں کے پاس موجود ہے یا صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس لئے میں اڈیٹر صاحب سے نہایت ادب سے دست بستہ مستدعی ہوں کہ عریضہ ہذا معہ مندرجہ ذیل سوالات ضرور ضرور اپنے اخبار میں درج فرما کر مشکور و ممنون فرمائیے گا۔ فقط والسلام۔

میرے مسلم و ہندو و آریہ بھائی شخصیت اور تعصب کو دور کر کے مندرجہ ذیل باتوں کا جواب ضرور عنایت فرمادیں جو معقول و منقول ہوں۔

نمبر۱) ہندو و آریہ دونوں کو یہ بات تسلیم ہے۔ کہ حیوانات مطلق و نباتات بھوگ یونی (صرف سزا کاٹنے کا قالب یعنی جیل خانہ) ہیں اور گائے بھی مثل دیگر جانوروں کے بھوگ یونی ہے

دہرم شاستر یا موسمرتی (جس پر تمام ہندو و آریہ وغیرہ کے مذہب کا دار و مدار ہے) کے بارہویں ادھیائے میں صاف الفاظ میں تحریر ہے کہ برہم ہتیا (برہمن کا مارنے والا) کرنے والا کتے۔ سور۔ گدھے۔ اونٹ گائے۔ بکرے۔ بھیڑ۔ ہرن جانور چنڈال اور پکس جون میں جاتا ہے گویا گائے بکری اونٹ وغیرہ سب ایک ہی حالت و حیثیت میں ہیں۔ جب تمام مذکورہ بالا جانور ایک حیثیت و حالت کے ہیں تو کون سی وجہ ہے کہ گائے کی قربانی قطعی بند کر دی جاوے اور بکری و اونٹ وغیرہ کی قربانی کی جائے اور وہ کون سی خاص وجہ ہے کہ گئو رکھشا کی جاوے اور گئو شالہ بھی بنوائے جاویں اور اونٹ و بکری وغیرہ کی رکھشا نہ کی جاوے۔ موسمرتی کے لحاظ سے گئو رکھشا ایسی ہے جیسا کہ ایک برہمن کے قاتل پاپی کی پرورش و امداد کرنا کیوں کہ بخیال مذکورہ بالا گائے میں پاپی جیو موجود ہے۔

(۲) اگر گائے کی رکھشا و تعظیم و تکریم گھی دودھ کی وجہ سے مقصود ہے تو میں اور ہر ہندو مسلمان جانتا ہے کہ بھینس و بکری کے دم سے ہندوستان میں گھی دودھ مل رہا ہے ہر شہر اور قصبہ میں دیکھ لیجئے اور ہر حلوائی سے تصدیق کر لیجئے گا۔ کہ دودھ سوائے بھینس و بکری کے گائے کا آتا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ دوا کھانے والے مجبوراً یا بکری کے دودھ سے دوا کھاتے ہیں۔ مگر گائے کا دودھ ان کو میسر نہیں ہوتا ہے۔ اصل تو یوں ہے کہ گائے تو ہندوؤں کے یہاں تبرکاً بطور خوبصورتی بندھی رہتی ہے۔ تاکہ صبح اٹھ کر گئو ماتا کے درشن کر لیا کریں درحقیقت گھی بھینس ہی کی وجہ سے ہے اور اسی سے ہندوستان کا کام چل رہا ہے پھر کوئی وجہ ہے کہ بھینس شالہ کیوں نہیں بنوائے جاتے ہیں اور نہ بھینس کی رکھشا کی جاتی ہے۔ مگر بخلاف اس کے گئو شالہ کیوں بنوائے جاتے ہیں اور کیوں گئو رکھشا کی جاتی ہے۔

(۳) ہمارے ہندو و آریہ دوست یہ کہتے ہیں کہ گائے کا گوشت حکمتاً مضر صحت اور بیماری پیدا کرنے والا ہے۔ اس لئے گائے کی قربانی بند کر دی جاوے۔ اور اس کے بجائے بکری و اونٹ کی قربانی وغیرہ کی جاوے۔ مگر ہندو و آریہ دوست یہ بتلائیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ گائے کا گوشت تو مضر صحت ہے اور بیماری پیدا کرنے والا ہے اور پیشاب گائے کا پاک اور مفید صحت اور بیماری کھونے والا کیوں ہے جب کہ ایک ہی غذا کے جوہر سے گوشت تیار ہوا ہے اور اسی غذا کا فضلہ پیشاب ہے اگر پیشاب

پاک اور فائدہ مند ہے تو گوشت اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم میں ہندوؤں میں گائے کی قربانی ہوتی تھی۔

(۴) جب کہ دہرم شاستر کے پانچویں ادھیائے میں لکھا ہے کہ اونٹ کو چھوڑ کر ایک طرف دانت رکھنے والے علاوہ ان کے جن کی ممانعت ہے کھانے کے لائق ہیں۔

گویا ایک طرف دانت رکھنے والے بھیڑ۔ بکری۔ گائے وغیرہ ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں سے گائے کی قربانی قطعی بند کرائی جاتی ہے۔ اور بکری وغیرہ کی قربانی کے لئے زور دیا جاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ اونٹ کی قربانی کرنے کو کہا جاتا ہے جس کی ہندوؤں میں ممانعت ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ مسلمانوں میں اونٹ کی قربانی جائز ہے اس لئے کہا جاتا ہے تو مسلمانوں میں گائے کی قربانی بھی جائز ہے۔

(۵) جب کہ مہابھارت کے رن پرب ادھیائے ۲۰۷ میں لکھا ہے کہ انتی دیو راج روز دو ہزار گائے ذبح کیا کرتا تھا۔ اور رشی منی اس کے یہاں بھوجن پایا کرتے تھے۔ اور راجہ مرنے کے بعد سرگ میں گیا۔ جب یہ لکھا ہے تو کون سی وجہ ہے کہ مسلمان اپنی قدیمی اور مذہبی رسم کے ادا کرنے سے روکے جاتے ہیں۔ اور کن وجوہات سے ممبران میونسپل بورڈ لکھنؤ نے گائے کا ذبح کرنا بند کیا معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

(۶) جب کہ وشنو پران مطبوعہ بنگ باسی ۱۹۵۶ بکرمی ادھیائے ۱۶ انش ۳ صفحہ ۳۱۲، ۲۱۳ پر لکھا ہے کہ گئو مانس سے پتر لوگ گیارہ ماہ تک ترپت رہتے ہیں اور شو پران دہرم سنگتا ادھیائے ۶۳ میں رکوشک کے پتر گرگ رشی کے شاگردوں کا سرادھ میں گئو مانس کھانے کا ذکر ہے وغیرہ وغیرہ (بوجہ طوالت مزید حوالہ جات درج نہیں کئے گئے) تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان گائے کی قربانی اور گوشت کھانے سے جائز اور ناجائز طریقہ سے روکے جاتے ہیں۔

(۷) جب کہ پنڈت دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج اپنے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء صفحہ ۳۲۸ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے جہاں جہاں گومیدہ آدک لکھتے ہیں وہاں وہاں پشوؤں میں نر

کا مارنا لکھا ہے اس ابجیرائے سے یہ میدہ لکھا ہے منتش نر کو مارنا کہیں نہیں لکھا۔ کیوں کہ جیسی پشتی بیل اوک نروں میں ہے ویسی استریوں میں نہیں ہے۔ اور ایک بیل سے ہزار ہا گائے گربھ وتی (حاملہ) ہوتی ہیں اس سے کافی (نقصان) بھی نہیں ہوتے یعنی لکھا ہے "دو گوا تو بندھیوا اگربشیائے" یہ برہمن کی شرتی ہے اس میں اولنگ نیردش سے یہ جانا جاتا ہے۔ کہ بیل اوک کو مارنا گائے کو نہیں سو بھی گومید آدک یگیوں میں انیتر (خلاف) نہیں گائے ہوتی ہیں اس کو بھی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے سنھول سرشتی ماگنے وادیم۔ انڈوا۔ بھوما۔ بجیست یہ برہمن کی شرتی ہے۔ اس میں استری لنگ اور ستھول پرشٹی وشیش سے بندھیا گائے لی جاتی ہے۔ الخ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ زمانہ قدیم میں گائے کی قربانی ہوتے ہوئے بھی مسلمان گائے کی قربانی سے ہر ممکن طریقہ سے روکے جاتے ہیں اور ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے اور ہندو بانجھ و بیلا اور ناقابل گھی و دودھ کی گایوں کے ذبح کرنے کو بھی رد کرتے ہیں۔

(۵) یوں تو یجر وید میں اکثر جگہ شروع سے آخر تک یگیوں کا (قربانی) ذکر ہے مگر چوبیسواں ادھیائے مخصوص ہے۔ تمام درج کرنے سے زیادہ طوالت ہوگی اس لئے کہیں کہیں دو ایک منتر درج کرتا ہوں۔ یہ ترجمہ پنڈت دیانند سرستی کے بھاشیہ کا ہے۔

یجر وید ۲۴/۲ تیز رفتار گھوڑے۔ مار خور بکری۔ نیل گائے کا دیوتا سورج ہے آگے چل کر تحریر ہے بغیر پیار آئے سانڈ سے جفتی کر کے حمل ساقط کرنے والے گائے کا دیوتا اور چھوٹے قد ٹیڑھے ترچھے اعضاؤں والے پشوؤں کا دیوتا وشنو ہے ان تمام پشوؤں کو اچھے کرم کرنے والے انسان کے جاہ و حشمت کے لئے کما حقہ کام میں لانا چاہیے۔

یجر وید ۲۴/۲ مذکورہ بالا دودوائے انگوں والے پشوؤں کا دیوتا وایو (ہوا) اور بجلی ہے اور چھوٹے قد والے بیلوں کا دیوتا سوم اور اگنی (آگ) ہے۔ بانجھ گائے کا دیوتا متر اور ورن ہے اُدھر اُدھر سے ہاتھ لگی ہوئی گائے کا دیوتا متر ہے۔

یجر وید ۲۴ یرہ کی پالنا کرنے والے اور اس کے سمبندیوں (رشتہ داروں) کے لئے وایو

اور وایو سے سمندھ رکھنے والے پدارتھوں (چیزوں) کے لئے نیل گائے۔ ورن دیوتا کے
لئے جنگل کا مینڈھا۔ انصاف کرنے والے کے لئے کالا ہرن۔ راجہ کے لئے شیر کھا ہے بندر
اور لال ہرن سرشٹ انسان کے لئے بیل گائے۔ ہانہ کے لئے بطخ۔ نیلے رنگ کے چھوٹے
کیڑے کے لئے چھوٹا کیڑہ حاکموں کے مارنے والے سسوبارہ سمندر دیوتا کے لئے۔ اور سر
بفلک پہاڑوں کے لئے ہاتھی بنایا گیا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالہ جات ہیں مگر بوجہ خوف طوالت درج نہیں کئے
جاتے ہیں (جو اس مباحثہ میں درج ہیں)۔

پس جب کہ ہندوؤں کی تمام مقدس کتابیں شہادت دیتی ہیں کہ گائے کی قربانی جائز
اور مذہبی رسم ہے تو پھر کون سی وجہ ہے کہ مسلمان اس سے محروم کئے جاتے ہیں۔ فقط

محمد عبدالرحمن خاں ولد محمد اصغر علی خاں
ساکن حبیب گنج ضلع علی گڈھ
حال موجودہ ایٹہ ضلع ایٹہ

قطعہ تاریخ شائع ہونے کتاب ہذا

ازطرف محمد عبدالرحمٰن خاں عبدؔ مولف کتاب ہذا

عجب مباحثہ لکھا ہے گوشت خوری میں — مخالفین کا جس سے ہوا ہے ناطقہ بند

ثبوت نقل۔ پھر اس پر دلیل از رہِ عقل — علاج چیست اگر آریہ نئے فہمند

یہ اپنی طرز میں سب سے مگر نرالا ہے — اگرچہ اور بھی دیکھے گئے رسالے چند

ضرورتے نبود دیدنِ کتاب دگر — مناظرین اگر ایں کتاب رابینند

ہزار بار ہزار آفریں رشیدی را — چرا نہ صاحب ادراک و فہم فرمایند

چھپا نہ جلد تو ہوگی صدائے مشتاقاں — کہ ازیمین ویسارت چہ بے قرار آمند

ہوئی جو فکر مجھے سال طبع ہجری کی

کہا یہ دل نے کہ لکھ عبدؔ بخت نصرت مند

تناسخ اور اسلام

یہ تو دنیا جانتی ہے کہ مذہب اسلام تناسخ (آواگون) کا قائل نہیں ہے (اور نہ تناسخ کا کوئی وجود ہے) مگر میرے کرم فرما ٹھاکر شیر سنگھ صاحب سٹمپ رئیس گوری ضلع فرخ آباد نے مذہب اسلام سے تناسخ کو ثابت کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور شعر

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام۔

سے استدلال فرمایا اور جس کی تردید اس ہیچمدان کی جانب سے ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد ان تحریرات جانبین کے مضمون تناسخ کو نیازمند نے مختصراً تحریر کر کے اخبار آنند پرچارک متھرا میں اشاعت کے لئے بھیجدیا۔ چونکہ یہ مضمون ایڈیٹر صاحب کے عقائد و مذہب کے ناموافق تھا غالباً اسی وجہ سے شائع نہیں فرمایا گیا۔ لہذا اب احقر نے ان مضامین کو جمع کر لیا ہے جو بصورت کتاب **تناسخ اور اسلام** کے نام سے عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو کر عوام کی خدمت میں پیش ہونگے۔

کیا عجب ہی۔ جو ناظرین کرام بنظر قدر دانی ملاحظہ فرمائیں اور اس تالیف ہیچمدان میں کچھ بنیاد انداز پائیں فقط

خادم قوم

عاصی محمد عبد الرحمٰن خاں محرر جوڈیشل تحصیل ایٹہ

ضلع ایٹہ (یو پی)